

خوبصورت مذاق
از قلم عظمیٰ ضیاء
مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

ایک قسط پڑھنے کا تھا مگر دلچسپی کا ایسا سلسلہ بندھا کہ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ کب اسکے سر پہ موجود چاند غائب ہو گیا اور اسکی جگہ سورج نے لے لی۔

اسے ایسے لگا کہ وہ یہ سب جی چکا ہے۔ کسی نے نہایت ہی خوبصورتی سے اسکی زندگی کا نقشہ کھینچا تھا۔

صبح ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے فیس بک کھولی اور اس مایہ ناز لکھاری کو فیس بک پہ تلاش کرنے لگا۔ "ثمرین خان" اس نے سرچ بار میں اسکا نام ٹائپ کیا۔ لیکن بے سود۔۔۔ "اب کیا کروں؟؟؟" وہ خود سے سوالیہ بولا۔ اسے نہ ناشتے کی فکر تھی اور نہ ہی ہاتھ، منہ دھونے کی۔۔۔ اسے یہ خیال ہی نہیں گزرا کہ وہ پبلیکیشن کمپنی سے رابطہ کرے اور لکھاری کے بارے میں دریافت کرے۔

"ایمن۔۔۔ کہاں ہو تم؟؟؟ کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں۔۔۔ اور آج ملا بھی تو کیا؟؟؟ تمہارے ہاتھ سے لکھا ناول۔۔۔" اسے سوچتے سوچتے وہ پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ بھلے ہی لکھاری کا نام ثمرین خان تھا مگر لکھی گئی کہانی کسی اور کی تھی۔

"شاید اپنی ہار کا بدلہ لیا ہو اس نے۔۔۔ شاید۔۔۔ لیکن۔۔۔" اس کے ذہن میں ناول پہ لکھی گئی یہ لائن رہ گئی تھی۔ وہ کافی دیر تک اس بات کو سوچتے ہوئے اندر ہی اندر زخموں سے چور ہو رہا تھا۔ اپنی منجمد آنکھوں کو وہ زمین کے ساتھ ٹکائے ماضی کی ہر تلخ یاد کو سوچنے لگا۔

مینہ کے ٹیرس پہ آتے ہی اسکے انہماک کا سلسلہ ٹوٹا۔ "ارے لڈو بھائی کیا ہو گیا ہے؟؟" اسکی آنکھیں تیز دھوپ کے باعث بند ہو رہی تھیں۔

”ہاں۔۔“ وہ بوکھلایا۔ اس نے اپنی آنکھیں زمین پر سے ہٹائیں۔

"میں نے کہا۔۔ کیا ہوا؟؟؟ پینتالیس ڈگری درجہ حرارت میں آپ دھوپ کا مزہ لے رہے ہیں۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو؟؟؟ " وہ اس کے قریب آکر پرزور انداز میں بولی تھی ۔

"ہاں؟؟" اس نے اپنے ماتھے پہ موجود پسینے کو فوراً صاف کیا اور اس سے بولا۔ "کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔ آپ ٹھیک تو ہیں؟؟؟" اس نے اس کے چہرے پہ گہری نگاہ ڈالی جس سے

پسینے کے قطرے اسکی آنکھوں میں پڑ رہے تھے۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔ پانی لادو مجھے پلیز۔۔۔" اس نے فوراً سے اپنے دوپٹے سے اسکا پسینہ صاف کیا۔

"ہاں۔۔۔ لاتی ہوں۔۔۔ لیکن کمرے میں چلیئے۔۔۔ ٹیپیکر بہت زیادہ ہے۔۔۔" اس نے زور دے کر کہا تو وہ اٹھا اور کمرے کی جانب بڑھا۔

"میںہ۔۔۔ پینتالیس ڈگری درجہ حرارت سے کیا فرق پڑتا ہے؟؟؟" اسکی بات پہ وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹ کر اسکی طرف نگاہ ڈالی، جو بمشکل ہی اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا تھا۔

"میری وجہ سے کوئی ایک سو چار درجہ حرارت برداشت کر رہا ہے۔۔۔ اور مجھے تو پھر اتنا برداشت کرنا ہی پڑے گا نا؟؟؟"

"کون؟؟؟" اسکا دل دہل کر رہ گیا تھا۔ "کس کی بات کر رہے ہیں؟؟؟"

"وہی۔۔۔" وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

اک وہی تھی جو اپنے بھائی کا دکھ سمجھتی تھی۔ مگر اس کے لیئے کیا کر سکتی

ہو۔

"جی۔۔ کوئی۔۔ انہونی بات کی ہے میں نے۔۔۔ روزانہ ہاتھ منہ دھوتے نہیں؟؟" وہ نیم انداز میں مسکرائی۔

"ہاں۔۔ لیکن اسکا کیا؟؟ جو میری وجہ سے کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہی۔۔" اسکی ادھوری باتوں کو اب وہ سمجھ چکی تھی، تبھی بولی۔

"آئم کاپتہ چلا؟؟"

"نہیں۔۔ ثمرین کا۔۔" اس نے گہری سانس لی۔

"ثمرین۔۔ کون ثمرین؟؟" وہ الجھی۔

"آئم۔۔" اس نے ایک لفظ میں ہی جواب دیا۔

"اف۔۔ ہو۔۔ بھائی۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔ میری سمجھ سے باہر ہے۔ پہلے۔۔ آئم۔۔ اب۔۔ ثمرین۔۔" اسکا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

"آپ فریش ہو آئیے۔۔ تب تک میں ناشتہ لاتی ہوں۔۔ پھر تفصیل سے بات کرتے

ہیں۔ " وہ اتنا کہتے ہی وہاں سے چلتی بنی۔

اسکے وہاں سے جاتے ہی وہ واش روم میں گیا۔ اس نے شاور کھولا اور خود اسکے نیچے آکھڑا ہوا۔ جو آنسو پچھلی رات سے اسکی آنکھوں کو منجمد کیے ہوئے تھے، شاور کے پانی کے ساتھ زار و قطار بہہ گئے۔

"آئم۔۔ کہاں ہو؟؟ کاش۔۔ لوٹ آؤ۔۔" وہ ایسے بولا جیسے وہ اسے سن رہی ہو۔ جبکہ وہ جانتا بھی تھا کہ وہ اس سے کوسوں دور، کسی اور دیس میں ہے۔

"بھئی۔۔ فیصل آباد کی لڑکیوں کو سنگیت کے مقابلے میں ہرانا کوئی آسان بات نہیں۔۔ یہ آئم تھی جو بڑے فخر سے بولی جبکہ اسکے پیچھے لڑکیوں کے ہجوم نے اسکی بات کی پر زورتائید کرتے ہوئے زوردار قہقہہ لگایا۔

"اوہ۔۔ تو یہ بات ہے۔۔ لاہور کے لڑکے بھی کچھ کم نہیں۔۔" احمر بھی بڑے فخر سے بولا تو اسکے ساتھ لڑکوں کے ہجوم نے بھی اسکا ساتھ دیا۔ وہ اسکی بات پہ ایسے

ہوئے تمسخریہ انداز میں بولا۔ "ارے۔۔ آپ تو ابھی سے پریشان ہو گئیں۔۔۔ کیپ سمانگ۔۔ ہنستی اچھی لگتی ہیں آپ۔۔" اسکی دل پھینک نظر وہ سمجھ چکی تھی۔ اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"لڈو بھائی۔۔ لڈو بھائی۔۔ آپ یہاں؟؟ کیا کر رہے ہیں؟؟ عارفہ کے لیئے بازار سے گجروں والی جیولری تو لادیں۔۔" اسکے منہ سے اپنے مقابل حریف کا لڈو نام سنتے ہی لڑکیوں کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ "اوہ۔۔۔۔۔ واؤ۔۔۔۔۔ لڈو۔۔۔۔۔"

"بینہ۔۔ کیا ہے۔۔ احمر کہو نا۔۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ لیکن وہ گجرے۔۔۔ عارفہ نے۔۔۔"

"سوری۔۔ میں نہیں جا سکتا۔۔ بڑی ہوں۔۔ سنگیت کا مقابلہ ہونے والا ہے۔۔ سو کسی

اور کو بھیج دو۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بڑی بے نیازی سے بولا۔

"ہا۔۔ لڈو بھائی۔۔ حد ہے۔۔ عارفہ کی فرمائش پہ ہی یہاں آئی ہوں۔" آئم نے ایک

نظر بینہ پر ڈالی جو اپنے بھائی سے فرمائش کر رہی تھی۔

احمر نے دوبارہ لڈو سنا تو گرٹھڑا سا گیا۔ "کہیں تو عزت رہنے دو میری۔۔" وہ دل ہی دل میں خود سے بولا۔

"اچھا۔۔ وہ کہہ رہی ہے جب تک احمر گجرے لاکر نہیں دے گا۔۔ وہ مہندی کے لیے اسٹیج پہ نہیں آئے گی۔۔ تو پلیز۔۔ آپ۔۔"

"اوہ۔۔ ویری رومینٹک۔۔۔" لڑکیوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

"یہ بات سر عام بتانے کی کیا ضرورت تھی مینہ؟؟؟" احمر دانت پیستے ہوئے بولا تو وہ چپ کر گئی۔

پورا ہال مہندی کی تقریب کے لیے سجا تھا۔ ایک طرف لڑکے اور دوسری طرف لڑکیاں سنگیت کے مقابلے کے لیے تیار تھیں۔ ان میں احمر بناء اس بات کی پرواہ کیے، کہ وہ دلہا ہے، اپنے دوستوں کے ساتھ موجود تھا۔

"جی۔۔ تو۔۔ دلہا بھائی۔۔ آپ جائے۔۔ بیگم کے لیے گجرے لینے۔۔ آپ سے مقابلہ نہیں ہوگا ہم فیصل آباد کی لڑکیوں سے۔۔" آٹم شوخ و چنچل انداز سے اسے ناک

چڑھاتے ہوئے بولی تھی۔

"دیکھا؟؟" احمر نے مینہ کی طرف اشارہ کیا۔ "ابھی مقابلہ ہوا ہی نہیں کہ تم آگئی۔۔ عارفہ کو بولو۔۔ کوئی قیامت نہیں آئے گی۔۔ اگر وہ گجرے نہیں پہنے گی۔۔" وہ چرچر کر بولا۔

"دیکھیے۔۔۔ آپ۔۔۔ سب۔۔۔" مینہ نے استفہامیہ انداز میں ان سب کا تعارف چاہا۔

"جی۔۔۔ ہم سب کمزور ہیں عارفہ کی۔۔۔ اور ہم سب سہیلیاں۔۔۔" باری باری سب نے اپنا تعارف کروایا۔

”اور آپ؟؟؟“ اب کی بار وہ آئم سے بولی۔

”میں آئم۔۔ عارفہ کی بیسٹ فرینڈ۔ اٹلی سے آئی ہوں۔۔ خاص شادی اٹینڈ کرنے۔۔“

” اس نے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا۔

"جی۔۔ اگر برا نہ مانیں تو احمر بھائی کو جانے دیں۔۔ آدھے گھنٹے ہی کی تو بات ہے۔۔ پھر کرتے رہیے گا مقابلہ۔۔۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا تو آئم کھلکھلا کر

"میں لا دیتا ہوں۔۔۔" اسکے کسی ایک دوست نے رضا کا رانہ طور پہ کہا۔

"نہیں۔۔۔ آپ بھی کیچیئے سنگیت مقابلہ۔۔۔" اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اور آپ۔۔ بھائی۔۔۔" وہ جاتے جاتے کی اور احمر کی طرف دیکھ کر بولی۔ "عارفہ کے

غصے کے لیئے تیار رہیے گا۔۔۔" اس نے جیسے اسے دھمکی دی، جسے اس نے بے

نیازی سے آئیں بائیں شائیں کر دیا۔

بے بی پوچھو نے شور شرابے کی آواز سنی تو وہاں آمو جود ہوئیں۔ انہوں نے سبھی کو یکبارگی سے دیکھا۔

"یہاں تو شرم لحاظ ہی ختم ہو گیا ہے۔" جوں ہی انکا دھیان آئم پہ پڑا تو وہ ناگواری سے منہ بناتے ہوئے وہاں سے چلتی بنیں۔

وہاں موجود عارفہ کی سہیلیاں اور کزنز حیران ہوئی تھیں کہ کیسے اس نے اپنی ہونے والی بیوی کی بجائے آئم کے چیلنج کو اہمیت دی۔

خیر مقابلہ شروع ہوا۔ ہر کوئی ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ مقابلہ کافی دیر تک چلتا رہا مگر

شاہر کا پانی اسکے آنسو کے ساتھ مل کر اسے اپنے ماضی کی یاد دلا گئے تھے۔ اسکی ہنسی، اسکے قمقمے، گو اسکے چہرے نے ہی اسکو اپنا اسیر کر لیا تھا۔

میں نے ناشتہ دینے کمرے میں آئی تو اسے کمرے میں نہ پا کر پریشان ہوئی۔ واش روم سے پانی کے گرنے کی آواز پر اس نے ناشتے کی ٹرے کو میز پہ رکھا اور خود اسکا انتظار کرنے کی غرض سے کرسی پہ بیٹھ گئی۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

”بھائی؟؟ اتنی دیر؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟؟؟“ وہ بار بار بولی مگر اندر سے کوئی جواب
موصول نہ ہوا۔ آخر اس نے دروازے پہ دستک دی۔ دستک دیتے ہی اس نے دروازے
کو کھلا ہوا پایا۔ ”بھائی؟؟ سب ٹھیک تو ہے؟؟؟ بھائی؟؟؟“ وہ بار بار بولی آخر ہار کر
اسے اندر جانا ہی پڑا۔

"نہیں۔۔۔ یہ غلط نہیں ہے۔۔۔ اسے مت کیئے کچھ۔۔۔ ساری غلطی میری ہے۔۔۔ میں

ہی اسے۔۔۔" وہ فرش پہ بیٹھا اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے اونچا اونچا بول رہا تھا۔
 اسکی حالت دیکھتے ہی مینہ فوراً آگے بڑھی۔ "بھائی بھائی کیا ہوا؟؟؟ پلیز بھائی
 سنبھالیئے خود کو۔۔۔ بھائی۔۔۔" اس نے شاور بند کیا اور اسکے کانوں پر سے اسکے ہاتھ
 ہٹا کر بولی۔

"میں مر کیوں نہیں جاتا مینہ۔۔۔ مجھے موت کیوں نہیں آجاتی؟؟ موت نہیں آسکتی تو
 کم از کم آئم ہی آجائے۔۔۔" اسکی حالت دیکھتے ہوئے مینہ کانپ اٹھی۔
 "بھائی! ایسا نہیں کہتے۔۔۔ اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔۔۔" آخر ایک بہن کہاں ایک بھائی
 کے منہ سے اپنے لیے موت کی دعا برداشت کر سکتی تھی؟؟ اسکی منت سماجت
 کرتے ہوئے کوئی پانچ، دس منٹ بعد وہ اسے واش روم سے باہر لانے میں کامیاب
 ہوئی تھی۔

اس نے ٹاول سے اسکے گیلے بال خشک کیے جیسے وہ بچپن میں اسکے بال خشک کیا کرتی
 تھی۔ اس وقت اسے احمر اپنا وہی بھائی لگ رہا تھا جو بچپن میں اس سے اپنے لاڈ اٹھواتا

”اوائے ہوئے۔ عارفہ۔۔ یہ تم ہو۔۔۔“ وہ شرارتی انداز میں بولی تھی۔ ”بھلا کسی اور سے منگوا لیتی ناں؟؟؟“

”کسی اور کے لائے ہوئے بھلا کیسے پہن سکتی ہوں میں؟؟“ وہ ذرا بجائی سے بولی۔
اسکی دیدنی قابل غور تھی۔ ”تم میں ایک رومینٹک عورت چھپی ہوگی۔۔ اندازہ نہیں
تھا۔۔ ویسے ابھی کرو کال اسے۔۔ ابھی لادے گا۔۔ رسم ہونا تو ابھی باقی ہے نا؟؟“
”بس رہنے دو۔۔ وقت دیکھا ہے تم نے؟؟ دس بجنے والے ہیں۔۔ اس وقت محترم باہر
گئے تو اباسمجھیں گے کہ بھاگ گیا۔۔“ عارفہ کی بات سن کر اسے ہنسی آگئی تھی۔
”اس کی ایسی کی ٹیسی۔۔“

”ویسے وہ اپنے ابا سے بڑا ڈرتا ہے۔۔ بھاگے گا تو بالکل بھی نہیں۔۔۔“ دونوں کھلکھلا کر ہنسیں۔

ہنستے ہنستے عارفہ یکدم کی۔ اسکے ذہن میں آنے والی ترکیب سے وہ نیم انداز میں مسکرا دی۔

”کیا ہوا تمہیں؟؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟“ اسکا اپنی جانب یوں متوجہ ہونا اسے الجھا

گیا تھا۔

”کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟؟“

اسے جواب دیئے بناء ہی اس نے اسے فون ملایا۔ اور اسپیکر آن کیا۔

”کہاں ہو لاہوری لڑکے؟؟ ناک کٹوا دی ناں میرے ہونے والے سسرال

”لاہور“ کی۔۔“

”اوہ۔۔ ہیلو۔۔ چیٹینگ کی ہے تمہاری دوست نے۔۔“ احمر بھی اسی کے انداز میں

بولی۔

”ارے واہ۔۔ چیٹینگ۔۔ ہا۔ہا۔ہا۔۔“ اس نے اسے خوب تنگ کیا۔

”عارفہ پلیز۔۔ میں پہلے ہی تمہاری دوست کی وجہ سے اداس ہوں۔۔ اب تم بھی۔۔ تم

نہیں جانتی کہ پورے مجھے کے سامنے کیسے اس نے مجھے لوز رکھا۔ اپنے ہونے والے

شوہر کا کچھ احساس ہی کر لو۔۔“ اسکی آخری بات پہ دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

”رسم سے پہلے ملو مجھ سے۔۔“ اسکے منہ سے عجیب سی فرمائش سن کر وہ حیران ہوا تھا

اور اس سے بھی زیادہ حیرانگی آئم کے چہرے پہ تھی۔

”کیا کر رہی ہے؟؟ عارفہ۔۔“ وہ ہولے سے بولی۔

"اشش۔۔" عارفہ نے اپنے منہ پہ انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"پاگل ہو گئی ہو؟؟ رسم میں ملاقات تو ہونی ہے نا۔۔" اسکے منہ سے نکلی بے تکی

فرمائش پر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"میں رسم کے لیئے تیار ہو رہا ہوں ابھی۔۔ رسم میں ہی ملتے ہیں۔۔۔" اس نے فون

رکھنے کی ہی کی مگر وہ بولی۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔ رسم میں، میں نہیں آنے والی۔۔" وہ کندھوں کو اچکا کر بولی۔

"عارفہ۔۔ میری بات سنو۔۔ تمہیں غصہ ہے نا گجرے نہ لانے پر۔۔ تو امی نے منگوا

رکھے ہیں۔۔۔ بلکہ اسکے ساتھ ساری جیولری بھی ہے۔۔۔ رسم کے وقت پہنائیں گی

تمہیں۔۔" اس نے اسے سرپرائز بتانے کی ہی کی تاکہ اسکی یہ ضد تو ختم ہو۔

"واؤ۔۔ تو بس ٹھیک ہے۔۔ اس میں سے گجرے لیتے آؤ۔۔ دس منٹ ہیں تمہارے

اس نے چادر کو بیڈ پہ پھینکا۔

"میری جان۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟" اس نے ہنستے ہنستے بیڈ پر سے پیلی چادر اٹھا کر اسکے اوپر اوڑھادی۔

"عارفہ۔۔۔ یہ سب؟؟؟" آئم کا دماغ سٹیٹا سا گیا تھا۔

"گجرے نہ لانے کی سزا۔۔" عارفہ کی کہی بات کو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"بولا تو ہے اس نے کہ۔۔"

"تو؟؟ کیا فرق پڑتا ہے؟؟ یہ چھوٹے چھوٹے مذاق ساری زندگی کی بہترین یاد ثابت ہونگے۔۔ دیکھتے ہیں، پہچانتا بھی ہے کہ نہیں۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں ہنسی۔

"مگر یہ سب ٹھیک نہیں عارفہ۔۔"

"اشش۔۔۔ چپ۔۔ دیکھ ذرا آئینہ۔۔ کتنی پیاری لگ رہی ہے نا تو۔۔ ہائے کتنی اچھی لگے گی نا تو جب تم پہ وقت آئے گا یہ۔۔" وہ پرجوش انداز میں بولی۔ بلاشبہ وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔

"عارفہ۔۔ مجھے عجیب لگ رہا ہے۔۔ مذاق اپنی جگہ۔۔ لیکن یہ سب۔۔" اس نے آئینہ پہ ایک نگاہ ڈالی تو الجھ کر رہ گئی۔

"آئم۔۔ چپ۔۔ لگتا ہے آگیا۔۔" اس نے اس کے سر پہ اوڑھا دوپٹہ آگے تک کیا، جس سے اس کا چہرہ چھپ گیا۔ اور خود الماری کے پیچھے جا کر چھپ گئی۔

عارفہ اندر ہی اندر اسے بے وقوف بنانے پر ہنس رہی تھی جبکہ آئم کا گھبراہٹ کے مارے سانس پھول چکا تھا۔ اتنا کہ اس کے ہاتھ پسینے سے شرابور ہو کر رہ گئے تھے۔

وہ کھڑکی کے رستے کمرے میں داخل ہوا اور اس کے قریب جا کھڑا ہوا جہاں وہ اس سے منہ پلٹ کر کھڑی تھی۔

"بہت ہی غلط طریقہ ہے یہ عارفہ۔۔ ضد پہ آڑ ہی جاتی ہو تم۔۔ اب زیادہ شریف بننے کی ایکٹنگ نہ کرو۔۔ جلدی سے رخ پلٹ کر کھڑی ہو تاکہ یہ گجرے پہناؤں اور جاؤں یہاں سے۔۔" اس نے اپنی قمیص کی جیب سے گجروں کا شاپر نکالا اور اس میں سے گجرے نکالے۔

اسکے پلٹ کر کھڑے ہونے کا وہ انتظار کرتا رہا مگر بے سود۔۔ آخر تنگ آکر اس نے اسے اسکے شانوں سے پکڑا اور اسکا رخ اپنی جانب کیا۔ اسکا اسے چھونا ہی تھا کہ وہ کانپ اٹھی۔ ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ کوئی مرد اس کے اتنا قریب کھڑا تھا۔

"لو۔۔ اب یہ گھونگھٹ۔۔ عارفہ۔۔ آج مہندی کی رات ہے۔۔ شادی کی رات نہیں۔۔ سو گھونگھٹ آج نہیں ہٹانے والا۔۔ سمجھی۔۔" وہ کھلکھلا کر ہنسا۔

وہ اپنا سانس بمشکل ہی بحال کر پا رہی تھی۔ اسکی دھڑکنوں کی بے ترتیبی کو وہ محسوس کر چکا تھا۔

"ہاتھ آگے کرو۔۔" وہ محبت سے مسکرایا۔ مگر اسکی طرف سے ہاتھ آگے نہیں کیے گئے تھے۔ "عارفہ؟؟ ہاتھ آگے کرو۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟؟؟ پہلے خود بلاتی ہو اور اب دیکھو۔۔" وہ ہڑبڑایا۔

عارفہ الماری کے پیچھے کھڑی منہ پہ ہاتھ رکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ لوٹ ہو رہی تھی۔

احمر نے زبردستی اسکا ہاتھ اپنی طرف کھینچا اور تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی ایک گجرہ اسکے

ہاتھ میں پہنا دیا۔ اسکا، اسکے ہاتھوں کو پکڑتا اسے ایک الگ دنیا میں ہی لے گیا تھا مگر جوں ہی اس نے دوسرے ہاتھ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا، اس نے اپنا ہاتھ زور سے پیچھے کھینچا جس پہ وہ تذبذب کا شکار ہوا۔

”کیا ہوا؟؟“

”تمہیں بے قوف بنایا۔۔ بڑا مزا آیا۔۔“ عارفہ الماری کے پیچھے سے نکلی اور قہقہہ لگا کر ہنسی۔

”تم۔۔ یہاں؟؟ تو یہ۔۔ کون؟؟“ اس نے اپنے سامنے موجود کھڑی لڑکی کا گھونگھٹ ہٹانے میں ذرا سی بھی دیر نہ کی۔ ”تم۔۔۔“ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

”یہ کیا مذاق ہے عارفہ؟؟“

”تمہیں تنگ کرنے کا ارادہ تھا سو۔۔“ وہ شرارتی انداز میں بولی۔

”حد ہے۔۔“ وہ خونخوار لہجے میں بولا تھا۔ ”مذاق ایسا ہوتا ہے؟؟“ اور

آپ؟؟ مس۔۔“ اس سے پہلے وہ اسے کچھ بولتا، وہ بولی۔

"اسے کچھ مت کہو۔۔ میرے کہنے پہ ہی اس نے۔۔"

"بس کردو۔۔ مقابلہ کرنے کی سینس ہے ان میں۔۔ لیکن معاملے اور رشتے کی نوعیت سمجھنے کی سینس نہیں۔۔" اسکا اچھا خاصا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

آئم نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اسے دیکھا۔

"لو۔۔ اب رونا شروع۔۔" وہ عاجز آکر بولا۔

"احمر۔۔ بتا رہی ہوں نا۔۔ میری غلطی ہے۔۔ یہ تو مان ہی نہیں رہی تھی۔۔" عارفہ نے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

آئم نے اپنے سر پہ اسکی اوڑھائی ہوئی پیلی چادر کو اتارا اور زور سے بیڈ پہ پھینک دیا۔
جتنے غصہ سے اس نے اسے ڈانٹا تھا، وہ اسے ضرور جواب دیتی مگر پاس کھڑی عارفہ کا
لحاظ تھا سو اپنا غصہ بیڈ پہ زور سے چادر پھینکنے سے ہی اتار پائی تھی۔ اور روتے ہوئے
وہاں سے آنا۔ فنا۔ غائب ہو گئی۔

”احمر۔۔ رولادیا نا تم نے اسے۔۔“ وہ رونے والے انداز سے بولی۔

sit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 30
 mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

”احمر۔۔ رولادیا نا تم نے اسے۔۔“ وہ رونے والے انداز سے بولی۔

عارفہ اور احمر نے ایک دوسرے کی طرف یکدم دیکھا۔

"برگمافی"

”اوہ۔۔ شٹ۔۔“ عارفہ زیر لب بولی مگر اسکی آواز اسکے ساتھ بیٹھے احمر تک پہنچ گئی تھی۔

دونوں نے ارد گرد امین کو ڈھونڈا لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔

"دعا کرو۔۔ وہ یہاں نہ آئے۔۔" اس نے آہستگی سے عارفہ کے کان میں کہا۔

"ہو سکتا ہے ایک مس ہو بیگم۔۔" مرتضیٰ صاحب نے ان سے کہا۔

"رہنے دیجیئے بیگم۔۔ کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ جس انداز سے گجرہ ڈھونڈ رہی تھیں، ایسا

معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس میں سے اسے ڈھونڈ کر ہی دم لیں گی۔ ان کے انداز پہ مرتضیٰ صاحب ہنسے۔

ابھی وہ اسی کشمکش میں تھیں کہ دونوں کو اپنے سامنے آٹم نظر آئی، جو اسٹیج کی جانب

خراماں خراماں قدم بڑھاتے ہوئے آرہی تھی۔ احمر کا فوراً دھیان اسکے ہاتھ پہ

گیا۔۔ جہاں گجرہ موجود تھا۔ وہ تلملایا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اسکی ماں نے اسکے ہاتھ میں

گجرہ دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔

"اسلام علیکم آنٹی۔۔ سب ٹھیک تو ہے؟؟ کیا ڈھونڈ رہی ہیں؟ لائیں میں کچھ ہیلپ

کروادوں؟؟" آٹم انکے قریب آئی اور اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ان سے

بولی، کیونکہ اب وہ اپنے سیاہ رنگ کے بیگ کو ٹول رہی تھیں۔ عارفہ نے اسے ہاتھ نیچے

رکھنے کا اشارہ بھی کیا جسے وہ سمجھ نہ پائی۔

"پوچھو۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟؟؟" عارفہ جھٹ سے بولی۔

"بے بی آپا۔۔ چپ رہیئے۔۔" عارفہ کے ابو نے (نجم علی) نے انہیں مزید کچھ کہنے سے منع کیا۔

"بھائی صاحب۔ بد شگونی ہے یہ۔ آج میں چپ نہیں رہ سکتی۔۔ میں کہتی رہی آپ سے کہ اسے ایمن سے دور رکھیں۔۔ مگر آپ میں سے کسی نے میری بات نہیں مانی۔۔ جب اسکا باپ ہی ایسا ہے تو بھلا یہ بھی تو ویسی ہوگی۔۔ خرافا کہیں کی۔۔" بے بی پوچھو تو بناء سوچے سمجھے بولتی جارہی تھیں اور ہر کوئی انہیں چپ کروانے کے درپہ تھا۔

"بس۔۔۔ بہت ہوگیا۔۔ بہت سن لی میں نے آپکی۔۔ خبردار اس سے آگے ایک لفظ بھی کہا تو۔۔۔" آئم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا۔ اسکی گونجدار آواز پہ عارفہ اور احمر دونوں کھڑے ہوئے۔

"یہ لیجیے اپنا گجرہ۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں یہ پہننے کا۔۔" اس نے گجرے کی گرہ

لو تمہارا منگیتہ ہی لے اڑی۔۔" وہ مضحکہ خیز انداز میں بولیں جس پہ سب چونک اٹھے۔
انکی بات سن کر ایک لمحے کے لیے عارفہ حواس باختہ ہو کر رہ گئی۔

اس نے ایک گہری لمبی سانس لی اور اپنی پشت کو کرسی کے ساتھ لگاتے ہی آنکھیں بند کر کے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

”بھائی! آخر کیا ہو گیا ہے آپکو؟ جب سے آپ نے ناول پڑھا ہے آپ کی تب سے یہ حالت ہے۔۔ اس میں ایسی ویسی کوئی بات تو ہوگی نہیں جو آپ کو ڈسٹرب کرے۔ کیونکہ۔ ثمرین خان مذاحیہ ناول لکھتی ہیں۔۔ میں نے تو انکا۔ یہ نیا ناول آپکو اسلیئے بھیجا تاکہ آپ کا موڈ ذرا فریش ہو۔ لیکن آپ تو۔۔۔ آخر؟ ہوا کیا ہے؟؟ ایسا کیا پڑھ لیا آپ نے؟؟“

اسکی آمد پہ اس نے اپنی آنکھیں کھول کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ "تم نے نہیں پڑھا؟"

"نہیں۔۔۔ فی الحال نہیں۔۔۔ را حیل کی امی سے بات ہو رہی تھی۔۔۔ کب آنکھ لگی کچھ پتہ

ہی نہیں چلا۔۔۔" وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔

"خیر۔۔ چھوڑیں۔۔ آپ کیا بتا رہے تھے؟؟؟"

"ثمرین خان۔۔ ایمن ہے۔۔" وہ بے حد سکون سے بولا۔

”کیا؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟؟“ اسکا دماغ ماؤف ہو کر رہ گیا۔ ”ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟؟ ثمرین خان تو پچھلے پندرہ سالوں سے ناول لکھ رہی ہیں۔۔ جبکہ امین کی تو عمر ابھی جا کر کوئی بائیس، تیس سال ہوئی ہوگی۔۔ امپا سبل۔۔“ اس نے اسکی کہی ہوئی بات کی تردید کی۔

”لیکن۔۔ ایسا نہیں۔۔ اس ناول میں جو کچھ بھی لکھا ہے، ایسا لگ رہا ہے آئم کے الفاظ ہیں۔۔ میری اور آئم کی کہانی ہے۔۔“ مینہ سر پکڑ کر رہ گئی۔ وہ جس چیز سے اسے نکالنا چاہتی تھی، وہ اسی چیز میں دوبارہ گرتا جا رہا تھا۔

"آپ کی کہانی مذاہیہ کہاں تھی؟؟ جبکہ اس ناول کا تو نام ہی "توبصورت مذاق" ہے۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔"

اسکی بات سنتے ہی وہ کرسی پہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور زور زور سے ہنسا۔ ایمن کو ایسے لگا جیسے اسکے سامنے اسکا چھوٹا بھائی نہیں بلکہ پاگل خانے سے چھوٹا کوئی پاگل ہے جو ہنستے ہنستے بے دردی سے رو رہا ہو۔ اسکی حالت پہ مینہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"مینہ۔۔ ٹھیک کہا تم نے۔ ہماری کہانی مذاحیہ نہیں تھی۔۔ مگر ہماری کہانی کی شروعات تو مذاق سے ہی ہوئی تھی۔۔ عارفہ کا کیا گیا مذاق۔۔ اور بے سکون۔۔ ہم ہو کر رہ گئے۔۔" اس نے اپنی آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا اور سرد آہ بھر کر بولا۔

"بھائی۔۔ آپ کو نہیں جانا چاہیے تھا اسکے کمرے میں۔۔" مینہ نے دو ٹوک ہی بات کی۔

"میں تو صرف معافی مانگنے گیا تھا۔۔ عارفہ نے کہا کہ میں آجاؤں وہاں۔۔ تاکہ۔ میں اور وہ مل کر معافی مانگیں اس سے۔۔ کیونکہ وہ اگلی صبح ہی اٹلی واپس جانا چاہتی تھی۔۔ اور عارفہ اپنی بیسٹ فرینڈ کے بناء شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولا۔

کی کوشش کرنا چاہی۔۔۔ " اُسے بتاتے بتاتے وہ ماضی میں محو ہو گیا۔

"احمر۔۔ تم آسکتے ہو؟" وہ فون پہ اس سے بات کر رہی تھی۔

”اس وقت؟؟ جانتی تو ہو۔۔ ابھی کتنا ہنگامہ ہوا ہے۔۔“ اس نے اسے ایسے یاد دلانا چاہا، جیسے وہ سب بھول گئی ہو۔

"جانتی ہوں۔۔ اور بتا چکی ہوں بے بی پوچھو کو بھی سب۔۔ خواہ مخواہ تماشہ بنایا انہوں نے۔۔ آنٹی، انکل کیا سوچتے ہوں گے۔۔۔" عارفہ بے حد پریشانی سے بولی۔

اسکا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ وہ بھی تناؤ کا شکار تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ میں نے بھی انہیں سب سچ بتا دیا ہے ابھی۔۔ ڈانٹ بہت پڑی ہے مجھے۔۔ اور ابا کے ہاتھ سے تو۔۔ تھپڑ کھاتے کھاتے بچا ہوں۔۔ اور اب تم مجھے پھر

بلارہی ہو؟ ” وہ رونے والے انداز میں بولا۔

"احمر۔۔ وہ جارہی ہے صبح۔۔" اس نے بناء تمہید باندھے ہی اسے بتایا۔

"کون؟؟؟" اس نے دماغ پہ زور دیا اور پھر خود سے اخذ کرتے ہوئے بولا۔ "تمہاری دوست؟؟؟"

”ہاں۔۔ آئم۔۔“ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ ”مل کر معافی مانگتے ہیں اس سے۔۔ تاکہ وہ نہ جائے۔۔ پلیز۔۔“ وہ اسکی بات ابھی بھی سمجھ نہیں پایا تھا۔

”معافی تم مانگو نا؟ مذاق تم نے کیا ہے نا۔۔ میں نے تو نہیں۔۔ تو؟؟ میں کیا کروں؟؟“

"اوہ۔۔ گاڈ۔ تم خود ہی تو کہتے ہو کہ کسی کو ناراض کر کے ہم خوشیاں نہیں منا سکتے تو اب؟؟ احمر۔۔ پلیز۔۔ اتنے خود غرض نہ بنو۔۔۔ وہ چلی گئی تو میں شادی نہیں کروں گی۔" اسکی بات سن کر وہ سرپکڑ کر بیٹھ گیا۔

”عارفہ۔۔ میرے منہ سے نکلی ہر بات پتھر پہ لکیر نہیں ہوتی۔ پلیز۔۔۔“ وہ زچ ہوا۔

”میں یہیں ہوں۔۔ شادی تو مجھ سے ہونی ہے نا؟؟“ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے پاس میز پہ پڑا شیشے کا گلاس اپنے سر پر دے مارتا۔

بکھرے بالوں کو باندھا اور اپنا دوپٹہ سر پر لپیٹا۔

”بے وقوف ہیں نا۔۔ محدود سوچ ہے انکی۔۔ تم چھوڑو نا۔۔ پلیز۔۔“ وہ اسکی منت سماجت کرنے لگی۔

اس نے اسکی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے زمین پر جائے نماز بچھاتے ہوئے فجر کی نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔

"اچھا۔۔ میں کافی کا بول کر آتی ہوں۔۔ بلکہ۔۔" اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی۔ جس پہ
سحری کے تقریباً ساڑھے تین بج رہے تھے۔

”بلکہ۔۔ میں خود بنا لاتی ہوں۔۔ تم نماز پڑھ لو تب تک۔۔ اور خبردار جانے کا سوچا بھی۔۔ ساری پیکنگ کھولو نماز کے بعد۔۔ سمجھی۔۔۔۔“ وہاں سے جاتے جاتے وہ حکمیہ انداز میں مگر بڑے حق سے بولی تھی۔

اسکے وہاں سے جاتے ہی وہ نماز کی ادائیگی میں محو ہوئی۔

دوسری طرف احمر اسے بار بار کال ملا رہا تھا، اور اسکا فون سائلنٹ ہونے کے

باعث ایسے ہی بجاتا رہا جس پہ وہ زیادہ اپ سیٹ ہوا۔ پہلے جو ہنگامہ ہو چکا تھا، اسکی اچھی خاصی کلاس لی گئی تھی اور اب اگر صبح پھر سے کوئی تماشا ہو، ایسا وہ نہیں چاہتا تھا۔

کسی سے، کچھ بھی کہے بناء ہی وہ اٹھا اور کمرے سے باہر آیا۔ فجر کی اذانیں اسکے کان میں پڑی تھیں کہ وہ کچھ دیر کے لیئے کاریڈور میں ٹہلنے لگا۔ "پہلے محترمہ کا مسئلہ حل کر آؤں۔۔ آکر پڑھتا ہوں نماز۔۔۔" یہ بات اس نے خود سے کہی تھی۔

اذان مکمل ہوتے ہی وہ اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ کھڑکی کے پاس رکا مگر کھڑکی بند تھی۔ تبھی وہ اسکے کمرے کے دروازے تک آیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے پہ

دستک دی تو دروازے کو کھولا ہوا پایا۔ جوں ہی اس نے دروازہ تھوڑا سا سرکایا ہی تھا کہ اسے آٹم جائے نماز پہ کالے رنگ کی چادر لیئے بیٹھی، دعا میں مشغول دکھائی دی۔۔۔ وہ تھوڑی دیر کے لیئے رکا مگر پھر دوبارہ دستک دیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

وہ اسکا جو روپ دیکھ چکا تھا۔ اس روپ سے ذرا مختلف تھا۔ اس پہ تو جیسے سکتہ طاری ہی

کے ذہن میں ایک سے بڑھ کر ایک بات گھوم رہی تھی کہ کیسے اسکے ابو نے فاروق صاحب کو فون پہ تسلی دی تھی۔

”فاروق۔ تم آخر کیوں پریشان ہو رہے ہو؟؟ ایمن کی ماں بھی تو ہماری بہن تھی نا۔۔ اور یہ نصیبوں کے فیصلے تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔ اور ویسے بھی۔۔ تمہاری بیٹی ایمن اور ہماری عارفہ کی محبت تو تم جانتے ہی ہو نا۔۔ یہاں عارفہ ضد لگائے ہوئے ہے کہ اگر ایمن نہیں آئے گی تو شادی نہیں کرے گی۔۔ امید ہے ایمن کا حال بھی ایسا ہی ہوگا۔ تو بس بھیج دیجیئے۔۔ اور بے فکر رہیئے۔۔“ اسکے ذہن میں اپنے ابا کے کہے الفاظ گھوم رہے تھے۔

”نصیبوں کے فیصلے“ اسکا مفہوم اسے ابھی کوئی پانچ منٹ پہلے ہی سمجھ آیا تھا۔

”خیر۔۔ تم کہتی ہو تو میں اس سے معافی مانگ لیتی ہوں۔۔“ پوچھو کچھ دیر توقف کے بعد ذرا شرمندگی سے ڈرامائی انداز میں بولیں۔ ”لیکن تمہارے ہاتھ کا گجرہ اسکے ہاتھ میں دیکھا تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔ مجھے لگا کہ۔۔ احمر نے اسے پسند کر لیا ہے۔۔“

"اف ف ف -- پوچھو -- آپ اور آپکی بدگمانیاں -- آپ نہیں جانتیں کہ آپ نے کیا کیا -- " اسکی آواز بھرا گئی۔

"تم کہتی ہو تو میں معافی مانگ لیتی ہوں -- صرف تمہاری خاطر -- لیکن -- " وہ بات کرتے کرتے اسے تجسس میں ضرور مبتلا کر گئی تھیں۔

"لیکن؟؟؟" اس نے تجسس بھری نگاہوں سے انہیں سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"ڈھولک پہ سنگیت مقابلے میں وہ اسکے ساتھ جیسے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی، اس سے میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اسے بھی یہی لگتا کہ دونوں میں کوئی نہ کوئی تو سین ضرور ہے -- اوپر سے تمہارا گجرہ اسکے ہاتھ میں -- مانا کہ تم نے مذاق کیا -- لیکن اس نے گجرہ اتارا کیوں نہیں؟ تمہاری رسم کے لیے تمہارا ہی گجرہ پہن کر کس دیدہ دلیری سے وہ آرہی تھی۔ دیکھا نہیں تم نے -- " انکی کہی ایک ایک بات پہ عارفہ سر پکڑ کر رہ گئی۔

انکی خود ساختہ باتوں کا اختتام ابھی باقی تھا۔ وہ مزید بولیں۔ "اب تمہیں کچھ نظر نہ آئے

وہ الگ بات ہے۔۔ دیکھا نہیں تم نے کہ کیسے اس کے جانے کے بعد احمر نے کہا کہ یہ رسم نہیں ہوگی۔۔ اسکے لیئے رسم سے کہیں زیادہ وہ اہم ہوگئی۔۔

اس نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔ "نہیں پوچھو۔۔ میں بھی یہی کہنے والی تھی جو احمر نے کہا۔۔ آپ خوا مخواہ ہی۔۔" وہ بات کرتے کرتے خاموش ہوگئی کیونکہ انکی باتیں اسکے دل میں شک کا نہخایج بو گئی تھیں جو کس قدر تنا آور ہونے والا ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔

"خیر پوچھو۔۔ چھوڑیں وہ سب۔۔ فاروق انکل نے کیا کیا؟ مجھے پرواہ نہیں۔۔ آپ پلیز۔۔ آئم کو جانے سے روکیں۔۔" انکی باتوں سے اسکے چہرے پہ حیرانگی تو واضح تھی مگر اسے اس وقت صرف اور صرف آئم کا ہی خیال تھا۔

"کہاں جارہی ہے وہ؟؟؟" دونوں کی باتیں جب انکے کان میں پڑیں تو وہ کارڈور سے ہوتے ہوئے سیدھا کچن میں آئے۔

"ابو۔۔ وہ آئم۔۔ واپس جارہی ہے۔۔" اسکی دائیں آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا۔

"نہیں جائے گی وہ واپس۔۔" انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگا کر تسلی دی۔

"مجھے آپکو کچھ سمجھانا بھی نہیں۔۔ اور پلیز بہتر یہی ہوگا کہ آپ جائیں یہاں سے۔۔ اور ایک بات اور۔۔ میں کسی سے بھی ناراض ہو کر نہیں جا رہی۔۔" اسکی آواز میں درد تھا جسے وہ محسوس کر چکا تھا۔

"تو پھر جارہی کیوں ہیں؟؟؟" اب کے وہ ہمدردی سے بولا تھا۔

”آپ ہیں ہی کون ہیں؟؟ جسے میں جواب دوں؟؟ اور پلیز۔۔“ بادلوں کی گرج سے وہ سہم کر رہ گئی۔ اسکے الفاظ ادھورے رہ گئے۔ وہ کچھ سنبھلی تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑ کر گزارش کی۔

-آپ جائیں یہاں سے۔۔ پلیز۔۔"

اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا جو اسکے سامنے آنسو بہا رہی تھی۔ جب سے اس نے اسے دیکھا تھا، مسکراتے ہوئے ہی دیکھا تھا۔ اسکا یہ حال دیکھ کر وہ دل پسچ کر رہ گیا مگر جاتے جاتے رکا اور اسکے قریب آیا جس پہ وہ پریشان ہو کر رہ گئی۔

”میں کون ہوں؟“ وہ نیم آواز میں اس سے سوالیہ بولا۔ ”اتار دیجیئے یہ۔۔ چلا جاؤں

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔ اپنی حد میں رہیئے۔۔" اسکی اس غیر معمولی سی حرکت پہ وہ اس پہ چلائی۔

”میں جانتا ہوں اپنی حد۔۔ بے فکر رہیے۔۔“ اس نے اسکا ہاتھ اپنے منہ کے قریب کیا جسے چھڑوانے کی وہ ناکام کوشش کرتی رہی۔

گجرے کا دھاگا اس نے اپنے منہ میں لیا اور اپنے دانتوں کی مدد سے دھاگا توڑنے لگا۔ اسکے اس انداز پہ وہ اسے بت بنا دیکھتی رہ گئی۔ یہ کیسا احساس تھا جس نے اسے اس کے قریب کر دیا، وہ سمجھ نہ پائی تھی۔ احمر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا، جو گرہ وہ دانتوں سے ایک سیکنڈ میں کھول سکتا تھا، اسے لگا کہ وہ اسے شاید زندگی بھر نہ کھول پائے۔

دونوں ایک دوسرے میں اس قدر محو تھے کہ انہیں احساس ہی نہ ہوا کہ کوئی کمرے کی جانب آرہا ہے۔۔۔ بے بی پوچھو، نجم صاحب اور عارفہ کمرے کی جانب آرہے تھے۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی تینوں ان دونوں کو دیکھ کر حیران سے رہ گئے۔

نہیں تم نے کہ کیسے اس کے جانے کے بعد احمر نے کہا کہ یہ رسم نہیں ہوگی۔۔ اس کے لیے رسم سے کہیں زیادہ وہ اہم ہو گئی۔۔ " بے بی پوچھو کا کہا ایک ایک لفظ اس کے دماغ میں گھوم رہا تھا ج۔ ان کے الفاظ اسے کسی پچھو کی طرح اندر ہی اندر کاٹ رہے تھے۔ اس کی آنکھیں پتھر اسی گئیں۔ تبھی احمر نے بولنے کی جسارت کی۔

"وہ عارفہ۔۔۔ میں یہاں۔۔۔" وہ بوکھلایا ہوا تھا۔

"بس۔۔۔" عارفہ کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔ مینہ کاریڈور سے گزر رہی تھی، کہ بھاگی بھاگی فوراً وہاں تک آئی۔ جو منظر اس کے سامنے تھا، اس کی آنکھوں کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

احمر نے لاشعوری طور پر آٹم کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

"لڈو بھائی۔۔ یہاں؟؟؟" وہ ہڑبڑائی اور معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے معاملہ سنگین معلوم ہوا تو فوراً سے اماں ابا کو بلانے چلی گئی، جنہیں گھر کے سامنے پورشن میں ٹھہرایا گیا تھا۔

میں سے اول تھیں۔

”نہیں۔۔۔ یہ غلط نہیں ہے۔۔۔ اسے مت کیئے کچھ۔۔۔ ساری غلطی میری ہے۔۔۔ میں

ہی اسے۔۔۔“ اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتا، عارفہ کھلکھلا کر ہنسی۔

”لیجیئے۔۔۔ اپنی زبان سے قبول کر رہا ہے یہ۔۔۔“

”عارفہ۔۔۔ میری بات سنے بناء تم مجھ پہ الزام نہیں لگا سکتی۔۔۔ سمجھی۔۔۔ میرا نہ سہی اپنی

دوست کا اعتبار ہی کر لو۔۔۔“ اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

”اعتبار ہی تو کر رہی ہوں۔۔۔ اسکا بھی اور تمہارا بھی۔۔۔ جب تم اپنی غلطی تسلیم کر رہے ہو

تو۔۔۔ تُو ہے تم پہ۔۔۔ خود کو مجرم کی بجائے ملزم کہہ رہے ہو۔۔۔ میرا اعتبار توڑا ہے تم

دونوں نے۔۔۔ اور اسکے لیئے میں تم دونوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔“ وہ اپنے ہاتھ

سے دونوں کو اشارہ کرتے ہوئے بولی اور روتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

”عارفہ۔۔۔ عارفہ۔۔۔ رکو۔۔۔“ ایمن اسکے پیچھے دیوانہ وار بھاگی۔ احمر بھی اسکے ساتھ باہر کی

طرف بڑھا۔ اس سے پہلے باقی سب باہر کی طرف نکلتے، نجم صاحب نے سب کو باہر

جانے سے روکا۔

"مجھے لگتا ہے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ان لوگوں کو۔۔ بہتر ہے اس مسئلے کو ان تینوں کو خود حل کرنے دیں۔۔ امین ایسی نہیں جیسا آپ سب سمجھ رہے ہیں۔۔ شریف اور باکردار بچی ہے۔۔" انکی تائید پر بے بی پوچھو منہ بسور کر رہ گئیں۔

"اونہ۔۔ اک یہ اور اک اسکا باپ۔۔ شریف ٹھہرے۔۔"

"پلیز رک جاؤ۔۔ میرا یقین کرو۔۔" آئم اسے پکارتی رہ گئی مگر عارفہ وہاں سے بھاگتے ہوئے آنا۔۔ فانا۔۔ غائب ہو گئی تھی۔

اسکے آنسو بارش کے قطروں کے ساتھ، اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ وہ کاریڈور میں کھڑے زور زور سے روئے جارہی تھی کہ بادل زور سے گر جا اور تیز ہوا سے اسکا دوپٹہ اسکے سر سے اتر کر زمین پہ گر گیا۔ اور اسکے بال بکھر سے گئے۔

"ان کی محبت"

احمر سے اسکی یہ حالت دیکھی نہ گئی تو اس بات کی پرواہ کیے بناء وہ آگے بڑھا کہ اگر کمرے سے کوئی بھی باہر آگیا تو کچھ بھی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ اسے اس وقت عارفہ سے کہیں زیادہ آئم کی فکر تھی۔ وہ اسکے قریب آیا، زمین پر سے اسکی چادر اٹھائی اور اسکے سر پہ اسکی چادر اوڑھاتے ہوئے خود بھی رو دیا۔

"ایم۔۔۔ سوری۔۔۔ ایم۔۔۔ ریلی سوری۔۔۔" آئم نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور اس سے دو قدم پیچھے ہولی۔ مگر یہ سب منظر اندر موجود لوگوں میں سے صرف "مسز مرتضیٰ (احمر کی ماں)" نے ہی دیکھا۔ جو احمر کے پیچھے پیچھے آرہی تھیں۔ آئم کا دھیان ان پہ پڑا ہی تھا کہ وہ فوراً سے اندر بھاگی۔ کمرے سے اپنا اٹیچی اٹھایا اور باہر کی طرف نکلی۔

کمرے میں موجود سب لوگ اسے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔ نجم صاحب ہی آگے بڑھے تھے۔

”بیٹی۔۔ کیسے جاؤ گی تم؟؟“ اس سے پہلے وہ کچھ بولتے، وہ خود ہی بولی۔

”انکل۔۔ مجھے جانے دیں۔۔ اور بے فکر رہیے گا۔۔ ڈیڈ کو کچھ پتہ نہیں چلے گا۔۔ اور

نہ آپ بتائیے گا۔۔“ اس نے نظریں جھکا کر ان سے کہا تو وہ بھی رودیئے۔ انہوں

نے اسے اپنے سینے سے لگایا، اسکی آنکھوں سے رواں آنسو صاف کیے اور اسکا ماتھا چوما۔

ان سے وداع لینے کے بعد وہ بے بی پو پھو کے قریب آئی۔

”پو پھو۔۔ مجھے نہیں پتہ کہ آپکو میرے ابا سے کیا پرابلم ہے۔۔ لیکن آپ نے مجھے جو

کچھ کہا۔ کوشش کروں گی کہ اسکے لیئے آپکو معاف کر سکوں۔۔“ اتنا کہتے ہی وہ کمرے

کے دروازے تک آئی جہاں مرتضیٰ صاحب اور انکی بیگم کھڑے احمر کو سمجھا رہے تھے

مگر احمر کی آنکھیں صرف باہر آتی آئم پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔ لیکن آئم نے اسے نظر اٹھا

کر بھی نہ دیکھا اور وہاں سے آنا۔۔ فنا۔۔ غائب ہو گئی۔ وہ وہاں سے چلی تو گئی مگر اسکا

سکون اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

وہ اٹلی تو پہنچ گئی لیکن کچھ دیر اپنی دوست کے ہاں رہی تاکہ اسکے ابا کو شک نہ ہو کہ

"امی۔۔ بھائی اپنے وعدے پہ قائم رہتے اگر۔۔ ثمرین خان کا نیا ناول نہ پڑھتے۔۔" اسکی یہ بات انہیں بے تکی سی لگی۔

"اب اس میں کیا نئی بات ہے؟؟؟"

"امی۔۔ آپ نہیں سمجھیں گی۔۔ آپ پلیز بھائی کے لیئے دعا کریں کہ انہیں یا تو آٹم مل جائے یا سکون۔۔" وہ بے حد الجھی ہوئی تھی۔

"میری بچی۔۔ رات دن اللہ کے گھر میں اپنے بچے کی خوشی کے لیئے دعا ہی تو کرتی ہوں۔ کہ اسے آٹم مل جائے۔۔ وہ مل گئی تو سمجھو اسے سکون بھی مل جائے گا۔۔" وہ بے حد اطمینان سے بولیں تو مرتضیٰ صاحب نیم انداز میں مسکرا دیئے۔

"اچھا یہ اپنے ابا کی بات کرواؤ اس نالائق سے۔۔"

"امی۔۔ میں اپنے کمرے میں ہوں۔۔ اور بھائی سو گئے ہیں اس وقت۔۔ لیکن پلیز بھائی سے کچھ مت کہیے گا کہ میں نے آپکو یہ سب بتایا۔۔ وہ ناراض ہوں گے مجھ سے۔۔" وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ تمہارے ابا کہہ رہے ہیں کہ اسکا پورا خیال رکھنا۔۔ اور ہوسکے تو آفس
کا کام خود دیکھ لینا کچھ دن۔۔ یہ نہ ہو وہ پریشانی میں کوئی غلط فیصلہ لے بیٹھے۔۔"
"بے فکر رہیے۔۔ اور پلیز دعا ضرور کیجیئے گا۔۔" اس نے انہیں بے فکری کا احساس
دلایا۔

”بے فکر رہیے۔۔ اور پلیز دعا ضرور کیجیئے گا۔۔“ اس نے انہیں بے فکری کا احساس دلایا۔

”ہاں کیوں نہیں؟؟ لیکن مجھے اسکی ٹینشن رہے گی۔۔ مجھے روزانہ واٹس میسج میں اسکی کیفیت کے بارے میں آگاہ کرتی رہنا۔۔ ابھی فون رکھتی ہوں۔۔ صبح فجر کے لیئے جلدی نکلنا ہے مسجد کے لیئے۔۔“

”جی امی۔۔“ اس نے فون رکھا اور کمرے سے باہر آئی۔ اسکا دل چاہا کہ وہ احمر سے بات کرے لیکن پھر کچھ سوچتے ہوئے لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی۔

احمر کا دھیان ٹیرس سے نیچے مینہ پہ پڑا تو وہ حیران ہوا۔ اس نے فوراً گھڑی پہ وقت دیکھا۔ گھڑی میں تقریباً گیارہ بج رہے تھے۔ اس نے وہیں کھڑے اسے وائس لیپ پہ کال کی۔

"پریشان ہوں۔۔"

"کیوں؟؟؟" احمر نے ایسے سوال کیا جیسے جانتا ہی نہ ہو۔

”آپ جانتے ہیں اچھے سے۔۔“ اس کے جواب پہ احمر نے فون رکھا اور کمرے سے باہر آتے ہوئے سیڑھیاں اترا اور باہر لان میں آموچہ ہوا جہاں مینہ منہ پھلائے ادا سی سے بیٹھی ہوئی تھی۔

”ہاں۔۔۔ مینہ۔۔۔“ وہ اس کے سامنے کرسی پہ آبیٹھا۔

"لڈو بھائی۔۔ بہن ہوں میں آپکی۔۔ آپ کی یہ حالت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔۔ ایک

دن آپ وعدہ کرتے ہیں کہ اسکو بھول جائیں گے اور اگلے ہی دن مکر جاتے

ہیں۔۔ میں امی ابو کو کیا جواب دوں گی کہ میں آپکا خیال نہیں رکھ سکی؟؟؟

وہ اسکی بات پہ زخمی انداز میں مسکرا دیا۔

"میں خود چاہتا ہوں اس صورتحال سے خود کو نکلوں۔۔ لیکن۔۔۔"

★★★★★★

Visit For More Novels : www.urdu-novelbank.com Page 72
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

"ام م م م --- نجم بہت شرمندہ ہے۔۔ اور اس سے بھی کیا گلہ کرنا؟ اسکی بیٹی کی بارات واپس گئی۔ کیا اسکا یہ دکھ کم ہے۔۔۔ اس سے احمر کا پوچھوں بھی تو کس منہ سے۔۔" وہ دکھ سے بولے۔

"سچ میں مجھے اس بے بی پہ بے حد غصہ ہے۔۔ ہم سب اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے ہیں اور وہ۔۔۔۔" ثمرین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ کو زمین پہ پٹخ کر توڑ دیتیں۔

"شکریہ ثمرین۔۔ میری بیٹی کو ہماری بیٹی سمجھنے کے لیئے۔۔ یہ ڈائری والا آئیڈیا تمہارا ہی تھا۔۔ نہیں تو ہم شاید اسے ساری زندگی نفسیاتی ڈاکٹر کو ہی دکھاتے رہتے۔۔" وہ اسکا اپنی بیٹی کے لیئے پریشان ہونا، دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"شکریہ کی کوئی بات نہیں فاروق۔۔ وہ میری بھی بیٹی ہے۔۔ میری اپنی۔۔" انکی بات سن کر انکا غصہ ختم ہو گیا تھا۔ وہ مسکرا دیں۔ "بس دعا کیجیئے۔۔ میل آجائے اس لڑکے کی۔۔ دیکھ لیجیئے گا۔۔ وہ ضرور رابطہ کرے گا۔۔"

"ثمرین! آپ کو پتہ نہیں کیوں ایسا لگتا ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ رابطہ نہ کرے۔۔۔ اسکا آئم کا دفاع کرنا، شاید وقتی ہو؟؟ محبت نہ ہو؟؟"

"نہیں۔ فاروق۔ ایسا بالکل نہیں ہوگا۔۔ دیکھ لیجیے گا۔۔" وہ پورے وثوق سے بولیں۔
"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں؟؟"

"دیکھیے فاروق۔۔ بات صاف اور سیدھی ہے۔۔ کیا عارفہ سے اس نے شادی کی؟؟؟ نہیں نا؟؟ تو بس۔۔۔" وہ انہیں ایک ہی جملے میں اپنی بات واضح کرتے ہوئے بولیں۔

"ام۔م۔" وہ انکی بات پہ مسکرا دیئے۔

"میں سوچ رہا تھا آئم کی عارفہ سے بات کروادی جائے۔۔ آئم کو بتادیا جائے کہ ان دونوں کی شادی نہیں ہوئی۔۔"

"نہیں۔۔ فاروق بالکل بھی نہیں۔۔" انہوں نے نفی میں گردن ہلائی اور پھر مزید بولیں۔

دو سال پہلے وہ عارفہ سے یہیں ملا تھا جب وہ بی۔ ایس آنرز کر رہی تھی۔ وہ یہاں اپنے کزنوں سے ملنے آیا تھا تو عارفہ سے اسکی حادثاتی طور پہ ملاقات ہوئی، دونوں میں اچھی دوستی ہوئی اور پھر بات شادی تک جا پہنچی۔

اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے سہ پہر ہو چکی تھی مگر اسے عارفہ کہیں نظر نہ آئی۔ نظر آتی بھی تو کیسے؟ عارفہ جیسی پہلے تھی اب ویسی نہیں رہی تھی۔ اس نے خود کو مکمل طور پہ حجاب میں ڈھانپ لیا تھا۔ چاروناچار اسے وہاں سے واپس ہی آنا پڑا۔ دو تین دن وہ اسے ڈھونڈتا ہی رہا مگر وہ نہیں ملی۔

”کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں؟ آپ مسلسل تین دن سے یہاں کیوں آرہے ہیں؟؟ اور یہاں سبھی لڑکیوں کو تقریباً ایک ہی نظر سے گھورتے ہیں؟؟ کیوں؟؟“

”یونیورسٹی میں موجود ایک طالبہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ وہ کب سے اسے نوٹ کر رہی تھی۔“

"وہ میں۔۔۔ وہ۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتا اس نے اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔

"کیا وہ میں؟ اسٹوڈنٹ ہو؟ ویسے لگتے تو نہیں۔۔۔ خیر۔۔۔ یونیورسٹی کارڈ دکھاؤ۔۔۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ذرا بارعب انداز میں کہا۔

"دیکھیے میں اسٹوڈنٹ نہیں ہوں۔۔۔ میں یہاں کسی سے ملنے آیا ہوں۔۔۔" وہ ذرا کنفیوز ہوا۔

"ہاں تو اسی سے ملیئے ناں۔۔۔ دیکھنے سے اچھے گھر کے لگتے ہیں آپ۔۔۔ سو۔۔۔ مفت مشورہ دے رہی ہوں۔ یہاں اگر کسی نے آپ کی شکایت کردی تو آپ کی خیر نہیں۔۔۔" وہ ذرا شوخ و چنچل انداز سے بولی اور کھلکھلا کر ہنسی تو وہ بھی ہنس دیا۔

"کیا ان کو جانتی ہیں آپ؟؟" اس نے تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور اسے اپنے موبائل میں موجود عارفہ کی تصویر دکھائی۔

"نہیں۔۔۔ کون ہیں یہ؟؟" اس نے سوال کیا تو وہ چپ رہا۔ "اس کو ڈھونڈ رہے ہیں

"میں جو کوئی بھی ہوں اس سے تمہارا مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔۔ کیونکہ ہم پہلے کبھی نہیں ملے۔۔" اس نے موبائل اسکے ہاتھ میں تھمایا اور وہاں سے جانے لگی۔

"رکئیئے۔۔" اس نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"مجھے بتادیجئے کہ کہاں ہے وہ؟؟ میرا اس سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔" اس نے منت کی تو وہ طنزیہ مسکرا دی مگر پھر اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"اگر وہ اب تم سے مل لے گی تو آگے نہیں بڑھ پائے گی۔۔ پہلے ہی بہت مشکل سے وہ رضوان کے رشتے کے لیے مانی ہے۔۔"

”بلیو می۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔ آپ اگر اسے جانتی ہیں تو۔۔“

”ماہم! کب سے ویٹ کر رہی ہوں تمہارا۔۔ تمہیں گھر ڈراپ کرنے کی حامی کیا بھر لی؟؟ تم نے تو مجھے ڈرائیور ہی سمجھ لیا۔۔ ابھی وہ اس کے ساتھ الجھ ہی رہا تھا کہ وہ اپنے پیچھے سے آتی ہوئی ایک آواز پہ خاموش ہو کر رہ گیا۔ اسے واز جانی پہچانی معلوم ہوئی۔

”آ رہی ہوں۔۔“ ماہم نے فوراً سے اپنی چیزیں سنبھالیں اور اس کے ساتھ چل دی۔

احمر نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا جو اب ماہم کے ساتھ واپس جا رہی تھی۔ اسکا حلیہ بہت حد تک بدل چکا تھا جس کی وجہ سے وہ اسے پہچان نہ پایا۔ سر پہ ہیر بینڈ کی جگہ اسکارف اور پاؤں میں ہیل والا جوتا اور پازیب کی بجائے کالے رنگ کے تسمے والے جوتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ بھاگتا بھاگتا ان دونوں کے پیچھے آیا۔

مسلسل تین دن سے وہ خوار ہی ہو رہا تھا اور اب اسے اسکا کسی سے علم ہوا تھا۔ سو وہ یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔

”ایکسکیوز می۔۔ مس ماہم۔۔“

عارفہ کے بڑھتے قدم رک سے گئے۔ ایک جانی پہچانی آواز اسکے کان سے ٹکرائی تھی۔

”تم چلو۔۔ میں بس پانچ منٹ میں آئی۔۔ آکر بتاتی ہوں سب۔۔“ اس سے پہلے عارفہ بھی پیچھے مڑ کر دیکھتی ماہم نے اسے ہدایت دی کہ وہ گاڑی میں چل کر بیٹھے کیونکہ وہ اسکی سوالیہ نگاہوں کو سمجھ چکی تھی۔ اسکے جاتے ہی اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔

”میں نے آپ کو مفت مشورہ دیا ہے۔۔ اپنا نام اس طرح لینے کا مشورہ نہیں دیا۔۔“ وہ

دانت پیستے ہوئے بولی۔

"بالئے۔ دا۔ وے۔۔ میرا نام کیسے جانتے ہو تم؟؟"

"سوری۔۔ وہ ابھی ان محترمہ نے آپ کو اس نام سے ہی بلایا ہے نا۔۔ میں اگر آپکا

نام جانتا ہوتا تو عارف کو نہ ڈھونڈ نکالتا۔۔۔“

"ام م م۔۔ ایک اور مشورہ ہے میرا آپ کو۔۔ یہاں سے چلے جائیں۔۔ آپ کے لیے یہی

بہتر ہوگا۔۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"دیکھیے مس۔۔ آپ جو کوئی بھی ہیں۔۔ آپ سے کوئی مشورہ مانگا ہی کب ہے میں

نے؟؟ آپ ہیں کہ مشورے پہ مشورہ دے رہی ہیں؟؟ مت بتائیے کچھ۔۔ میں خود

دھونڈ لوں گا اسے۔۔" آخر وہ اس کے بار بار مشورے والی بات سے عاجز آچکا تھا۔

ماہم نے منہ بسور کر اسکی طرف دیکھا اور وہاں سے الٹے قدموں واپس لوٹ گئی۔

”اونہہ۔۔ بڑا آیا۔۔“ وہ لاپرواہی سے بولی مگر پھر نارمل ہوئی۔ ”تمھینک گاڈ۔۔ اس

نے عارفہ کو پہچانا نہیں۔۔۔"

★★★★★★★★

"عارفہ۔۔ عارفہ۔۔ بس کر دو تم بھی۔۔" وہ اسکی ہنسی کو دیکھتے ہوئے ذرا دانت پیستے

ہوئے بولی۔

"لگتا ہے۔۔ کافی سنگین مسئلہ درپیش ہے محترمہ آپکے ساتھ۔۔" اس نے اسے تنگ کیا۔

"عارفہ اب مار کھاؤ گی تم۔۔" اس نے ہولے سے ایک تھپڑ اسے مارا اور دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔

دونوں کو اپنی باتوں میں احساس ہی نہ ہوا کہ گاڑی کی اسپید بڑھ رہی ہے۔ عارفہ کا پاؤں ایکسیلیٹر پہ تھا جسے وہ بے دھیانی سے دبائے ہوئے تھی۔

سامنے سے آتی گاڑی انکی گاڑی سے جاٹکرائی۔

"ہے کوئی حال۔۔ کوئی تمیز۔۔" ماہم فوراً سے گاڑی سے باہر آئی۔

دوسری طرف سے، سامنے گاڑی میں موجود ڈرائیور بھی باہر آیا۔

"تم۔۔۔ ارے کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔ تمہیں کہا بھی ہے اگر عارفہ اب تم سے مل لے

گی تو آگے نہیں بڑھ پائے گی۔۔ اور تم؟؟ تم دوسرے راستے سے سامنے آگئے اور

گاڑی کو ٹکر مار دی۔۔ کوئی تہذیب نام کی چیز ہے کہ نہیں؟؟ " وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ آپ نے گاڑی کی اسپید ہی۔۔۔" اس سے پہلے احمر مزید بولتا اس نے اسے انگلی کے اشارے سے چپ کروایا۔

"چپ۔۔ ایک دم چپ۔۔ اور جاؤ یہاں سے۔۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں۔۔" ماہم کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔

عارفہ کے کانوں میں جب اسکے الفاظ پڑے ہی تھے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے، گاڑی سے باہر نکلی۔ بلاشبہ یہ آواز اس نے پچھلے دو سالوں سے سنی نہیں تھی، مگر اس آواز کو وہ اچھے سے پہچانتی تھی۔ یہ آواز کبھی اسکے دل کا سکون ہوا کرتی تھی۔

"احمر۔۔۔" اسے اپنے سامنے پا کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اور احمر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

"اف ف-ف- " وہ سرپیٹ کر بولی۔ "عارفہ۔۔ چلو۔۔"

"عارفہ۔۔۔"

"نہیں۔۔" عارفہ کی نگاہیں ابھی تک اس پہ جمی تھیں۔ ماہم کے بلانے پہ اس نے

اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کو کہا۔

کچھ دیر بعد دونوں قریب پارک میں موجود لکڑی کے بیچ پہ نظریں جھکائے بیٹھے تھے۔ احمر

نے جب کافی دیر تک کوئی بات نہ کی تو اس نے ہی بلا تہید اس سے سوال کیا۔

”کیوں آئے ہو یہاں؟؟“

ماہم کو عارفہ پہ غصہ آ رہا تھا کہ وہ اب اس انسان سے کیوں بات کر رہی ہے؟

"میرا حال نہیں پوچھو گی؟؟؟" احمر نے گویا گلہ کیا۔

گئے؟؟ تمہیں مجھ پہ ذرا سا بھی ترس نہیں آیا کہ میری معاشرے میں کیا عزت رہ جائے گی؟؟

”ہاں۔۔ مانتا ہوں یہ گناہ ہوا ہے مجھ سے۔۔ لیکن میں کیسے تم سے شادی کر لیتا؟ جب تم نے میرا اعتبار ہی نہیں کیا؟“ اس نے یہ بات کمر کے جیسے اسکی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"محبت کرنے لگے تھے نا اس سے؟؟ تو اب میرے پاس کیا لینے آئے ہو؟؟ اسے تم مل گئے۔۔ تمہیں وہ مل گئی۔۔ اب میرے پاس اگر معافی کی غرض سے آئے ہو تو۔۔ ٹھیک ہے کیا میں نے معاف کیا تمہیں اور اسے بھی۔۔ بس۔۔ اب میرے سامنے نہ آنا کبھی تم۔۔" وہ پنچ پر سے اٹھی اور وہاں سے چل دی۔

”نہیں ملی وہ مجھے۔۔ وہ کہاں ہے؟ نہیں جانتا میں عارفہ۔۔۔“ وہ تھک ہار کر بولا کہ عارفہ جاتے جاتے رکی۔

اس نے پلٹ کر اسے دیکھا جو مجبور اور لاچار، اس کے سامنے کھڑا تھا۔

”ہاں عارفہ۔۔ اس دن کے بعد سے وہ اور میں کبھی نہیں ملے۔۔“ اسکی بات سن کر عارفہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔ یہ کیسا انکشاف تھا؟ وہ تو یہی سمجھی بیٹھی تھی کہ احمر اور آئم شادی کر چکے ہیں۔ اسکے ذہن میں اپنے باپ کی کہی بات گھومی۔

"بیٹا۔۔ عارفہ۔۔ ایک مرتبہ آئم سے بات تو کر لو۔۔" انہوں نے اسے سمجھایا۔

"ابو پلیز۔۔ اس کا نام آج کے بعد آپ نے لیا تو بھول جائیے گا کہ میں آپکی کچھ لگتی ہوں۔۔ میں گھر چھوڑ کر ہوسٹل چلی جاؤں گی۔۔" وہ ذرا بدتمیزی سے بولی تھی جس کا اسے بعد میں احساس بھی ہوا تھا۔۔ لیکن اسکی اس بات کے بعد انہوں نے کبھی بھی اس سے آئم کا ذکر نہیں کیا تھا۔

"تو ابو مجھے کیا بتانا چاہتے تھے۔۔" اس نے خود سے سوال کیا۔

"عارفہ۔۔ آج یقین کر لو میرا۔۔ اللہ کی قسم جھوٹ نہیں کہہ رہا۔۔ آئم نفسیاتی مریض بن چکی ہے اور رات دن صرف۔۔" اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا عارفہ بولی۔

”ہاں۔ اسے لگتا تھا کہ میں آئم سے شادی کر چکا ہوں۔۔۔“

"اوہ!" مینہ سر پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

”ناول دیا ہے اسے پڑھنے کے لیئے۔۔۔ پتہ نہیں کیا فیصلہ کرتی ہے وہ۔۔۔“ وہ حد درجہ پریشان تھا۔

”اگر اس نے آپکی بات سن لی۔۔ ناول پڑھنے کا بولا ہے تو سمجھیں مثبت جواب ہی ملے گا۔۔“ اس نے اسے تسلی دی اور فون رکھا۔

احمر اپنے دوست کے اپارٹمنٹ میں آیا اور فریش ہونے کے بعد سونے کے لیے چلا گیا۔
کافی دنوں بعد وہ آج سکون کی نیند سویا تھا اور اسکی اہم وجہ اسکا عارفہ سے ملنا اور اپنے
اور آئم کے متعلق اسکے شبہات کو دور کرنا تھا۔ کب رات ہوئی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا۔
اپنے فون پہ ہونے والی بیل کی آواز سے اسکی آنکھ کھلی۔

"ہیلو۔۔ کون؟؟؟" وہ گہری نیند میں تھا۔

"احمر۔۔ گھر آجاؤ۔۔۔ مجھے تم سے ملنا ہے۔۔" عارفہ نے شرمندگی سے کہا اور فون رکھ

دیا۔

اسکی بات پہ اسکی نیند زائل ہو گئی، وہ فوراً سے اٹھا اور ہاتھ منہ دھونے کے بعد اس کے گھر کی طرف نکلا۔ آدھ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ اس کے گھر میں تھا۔ نجم صاحب اسکی اچانک آمد پہ مسکرا دیئے تو اس نے انہیں فوراً سے بتایا کہ اسے عارفہ نے بلوایا۔

"جانتا ہوں بیٹے۔۔ لیکن دیر کر دی تم نے آنے میں۔۔" وہ صوفے پہ براجمان تھے۔

"انکل۔۔ قسمت کو شاید یہی منظور تھا۔۔" وہ تاسف سے بولا تو انہوں نے اسے مزید بتایا۔

"میں نے بہت بار آئم کے بارے میں عارفہ کو بتانا چاہا۔۔ لیکن اس نے کسی کی نہیں سنی۔۔ آئم کا نام لیتے ہی وہ بے حد غصہ میں آجاتی تھی۔۔ آج جب اس نے مجھ سے خود آئم کے بارے میں بات کی تو میں حیران تھا۔۔ تمہاری آمد کا بھی وہ مجھے بتا چکی ہے۔۔"

وہ اسے سب بتا رہے تھے کہ عارفہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

بات نہیں سنی۔"

"اس سے بات نہیں ہوئی؟؟؟" آخر وہ اس سے پوچھنے کی جسارت کرپایا۔

"نہیں۔۔ کس منہ سے کروں اس سے بات۔۔ میں نے کچھ سوچا ہے۔۔" وہ کچھ دیر

توقف کے بعد دوبارہ بولی تو احمر نے گہرے انہماک سے اس پہ نگاہ ڈالی۔

”اگر میں اور تم اس سے ملنے جائیں تو؟“

”کہاں؟؟ اٹلی؟؟“ اس نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔ ظاہر ہے۔۔ فاروق انکل سے بات ہو گئی ہے میری۔۔ انہیں کوئی مسئلہ نہیں۔۔"

اب تم بتاؤ۔۔" وہ اسکی طرف دیکھ کر بولی۔

وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ کیونکہ اسکی آنکھوں سے صاف جھلک تھا کہ وہ اسے

دیکھنے کے لیے کتنا بے تاب ہے۔

"کب جانا ہے؟؟؟"

"ہاں! پاس ہی ہے۔۔"

"واہ! تم تو سب بند و بست کر کے ہی آئے ہو۔۔" اس نے اسے گویا داد دی تو وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

" لیکن عارفہ! اگر اب اس نے ہماری بات نہ سنی تو؟؟ " اس کے سوال پہ وہ جزبہ ہو کر رہ گئی مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے پورے وثوق سے بولی۔

"میری نہ سہی۔۔ لیکن تمہاری ضرور سنے گی۔۔"

احمر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھ سے بہت شکایات ہیں اسے۔۔ شاید میری شکل تک نہ دیکھنا چاہے۔ لیکن۔ تم سے تو محبت کرتی ہے وہ۔۔"

"عارفہ۔۔۔وہ۔۔۔"

"کچھ مت کہو۔۔ کہانی میں پڑھ چکی ہوں۔۔ کتنا بلند درجہ ہے نا تم دونوں کی محبت کا۔۔ نہ قول و قرار اور نہ کوئی عہد و پیمان۔۔ کاش! میں تب سمجھ جاتی تو تم دونوں ساتھ ہوتے۔۔ خیر۔۔ لگے مہینے شادی ہے میری۔۔ آنا تو پڑے گا اسے۔۔" احمر نے کچھ کہنا چاہا مگر اسکے منہ سے اسکی شادی والی بات پہ وہ کچھ نہ کہہ سکا۔

عارفہ سے ملنے کے بعد اس نے ساری صورتحال سے مینہ کو آگاہ کیا تو مینہ نے اسے بڑے آرام سے اٹلی جانے کا کہا۔ اور خود اپنی خالہ کے ہاں چلی گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اب کسی قسم کی دیر سے احمر مزید الجھ کر رہ جائے۔ دو سال بعد آئم سے ملنے کی امید جاگی تھی، سو وہ اسے کسی صورت جانے سے روک نہیں سکتی تھی۔

"کاش کہ کبھی ایسے ہو جائے۔۔ وہ میرے سامنے ہو۔۔ اور میری ایک مسکراہٹ دیکھنے کے لیے بے چین۔۔ لیکن یہ سب تو صرف خیالوں یا پھر خوابوں میں ہی ممکن ہوتا ہے۔۔ سوچتی ہوں اگر یہ خواب حقیقت نہیں بن سکتے تو پھر آتے ہی کیوں

دونوں کو اسے بغور دیکھتے ہوئے دیکھ کر وہ آگے بڑھیں اور انکے پاس آکر بولی -
"جانتی ہو۔۔ وہ تمہیں اپنی جان سے زیادہ محبت کرتی ہے۔۔ تمہارے ساتھ غلط کرنے
کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ رات دن اسکا ضمیر اسے اسکے ناکردہ گناہوں
پر جھجھوڑتا ہے۔۔ کئی سائیکسٹ کو دکھایا۔۔ لیکن بے سود۔۔ "
"سمی آنٹی۔۔ ایم ریٹی سوری۔۔ " شرمندگی عارفہ کے چہرے سے صاف جھلک رہی
تھی۔

ابھی وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں کہ احمر اپنی ہی مستی میں مجھ
اس جانب بڑھتا چلا گیا جہاں آئم تھی۔ آئم کرسی پر سے اٹھی اور اپنی جانب آنے والے
انسان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ تو وہی انسان تھا جسے وہ
خواب میں دیکھا کرتی تھی یا اسکا عکس ہی بتا کرتی تھی۔ ثمرین اور عارفہ اسے اسکی جانب
بڑھتا دیکھ کر اسے دیکھنے لگیں۔

"اتنا حیران کیوں ہو؟؟ کیا اٹلی نہیں آسکتے ہم لوگ؟؟"

اس نے بے حسی سے اسے دیکھا جس کے چہرے پہ اسے ملنے کی صرف خوشی تھی، اپنے کیے گئے جرم کا پچھتاوا نہیں تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اسکا دھیان اسکے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود انگوٹھی پہ پڑا تو وہ جز بز ہو کر رہ گئی۔ عارفہ اسکی نظروں کے زاویے کو خوب اچھے سے سمجھ چکی تھی۔ اس سے پہلے وہ اس کچھ بھی واضح کر پاتی، اس نے دونوں کو خوب غور سے دیکھا اور لا پرواہی سے اپنے قدم پیچھے کی جانب کھسکائے، جیسے انہیں جانتی ہی نہ ہو۔ اَنَا فَا نَا وہ وہاں سے غائب ہو گئی۔ دونوں اسکے ردِ عمل پہ حیران ہو کر رہ گئے۔

"مجھے شاید نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔" اب کے عارفہ کے چہرے پہ شرمندگی تھی۔

ثرین خان نے آٹم کو اپنے پاس سے تیزی سے گزرتے ہوئے پایا تو اسے روکنا چاہا۔ مگر اس نے انہیں روکنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ وہ اسکے پیچھے اسکے کمرے تک گئیں مگر

اس سے پہلے وہ کمرے میں جا چکی تھی۔

"آئم۔۔ اوپن دا ڈور بیٹی۔۔ اتنی دور سے ملنے آئے ہیں تم سے۔۔" انہوں نے دروازے پہ دستک دی اور اسے سمجھایا۔

"آپ جائیں یہاں سے پلیز۔۔ مجھے کسی سے نہیں ملنا۔۔ اور ان لوگوں سے بھی کہہ دیں کہ وہ لوگ جائیں یہاں سے۔۔ میں نہیں جانتی ان کو۔۔" وہ کمرے کے اندر سے ہی ذرا اونچی آواز میں بولی تھی۔

"ایسے کیسے کہہ دوں؟؟ گھر آئے مہمان کے ساتھ کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے؟؟" انہوں نے دوبارہ سے دروازے پہ دستک دی۔

"اس سے تو کم ہی ہے جو میرے ساتھ ہوا ہے۔۔" اس نے خود کلامی کی اور انہیں جواب دینے سے قاصر رہی۔

"آئم بیٹی۔۔ آئم۔۔ کچھ تو جواب دو۔۔" وہ مسمنائیں۔

اس کی بات ان دونوں کے کانوں میں پڑ چکی تھی جولان سے لاؤنج کی طرف آرہے تھے۔

"آئی۔۔ گیو ہر سم ٹائم۔۔ اسکا ایسا کرنا بالکل ٹھیک ہے۔۔ میں نے بہت برا کیا تھا اس کے ساتھ۔۔" عارفہ کی بات اس کے حلق میں پھنس چکی تھی۔

"آئی ایم سوری بیٹا۔۔" وہ عارفہ کی کیفیت کے پیش نظر بولیں۔

"اُس۔ او۔ کے آئی۔۔" اس کی آواز بھرا سی گئی۔ "مجھے اس کے گلے لگنے کی بجائے شاید اپنے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگنی چاہیئے تھی۔۔"

"بیٹا۔۔ اسکا ری ایکشن وقتی ہے۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"فاروق کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔ وہ تو مجھ سے بھی بات کرنے سے گریزاں ہے۔۔"

صرف اتنا کہا کہ ان دونوں سے کہوں کہ یہاں سے چلے جائیں۔۔" وہ اپرن پہنے کچن میں کھانا بنا رہی تھیں اور فاروق صاحب انکی، انکے کام میں مدد کروا رہے تھے۔ وہ اکثر شام میں جلدی گھر آجایا کرتے تھے اور شام کے کھانے میں انکی مدد کروایا کرتے تھے۔

"تم نے یہ کہا تو نہیں ان دونوں سے؟؟" وہ کٹر بورڈ پہ سبزیاں کاٹتے ہوئے سوالیہ بولے۔

”نہیں۔۔“ انہوں نے نفی میں گردن ہلائی مگر چہرہ آسودہ سی مسکان لیے بولیں۔ ”لیکن وہ دونوں خودیہ سب سن چکے ہیں۔۔“

”اوہ! میں کرتا ہوں بات آئم سے۔۔ گھر آئے مہمانوں کے ساتھ بھی ایسا کوئی کرتا ہے؟؟ وہ پریشانی سے بولے۔

انہوں نے کٹر بورڈ کو ایک سائیڈ پر رکھا اور صافی کی مدد سے اپنے ہاتھ صاف کیے اور کچن سے باہر آئے۔

کوئی تین چار مرتبہ دستک دینے کے بعد بھی دروازہ نہ کھلا اور نہ ہی اندر سے کوئی جواب موصول ہوا تھا۔

آخر انہوں نے اسے آواز دی۔ "آئم۔۔"

وہ بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی مگر انکی آواز سن کر وہ نارمل ہوئی اور دروازہ کھولا۔

"جی۔۔ ڈیڈی۔۔"

"اجازت ہو تو اندر آجاؤں؟" وہ دروازے کے پاس سے ہٹی اور انہیں اندر آنے کے لیے رستہ دیا۔

"طبعیت ٹھیک ہے میرے بیٹے کی؟" وہ صوفے پہ براجمان ہوئے۔

"جی۔۔" اس نے نظریں جھکا کے سادگی سے جواب دیا۔

"پتہ چلا مجھے۔۔ آج پاکستان سے تمہارے دوست آئے ہیں۔۔"

"میرا کوئی دوست نہیں۔۔" اس نے بگڑ کر جواب دیا تو وہ کچھ دیر خاموش

رہے۔ انہوں نے اس پہ گہری نگاہ ڈالی اور چپ چاپ کھڑے رہے۔ آئم کو جب

محسوس ہوا کہ وہ انہیں کافی بدتمیزی سے جواب دے چکی ہے تو اس نے ہی بات

کرنے میں پہل کی۔

"دیکھیں ڈیڈی۔۔ ان دونوں کے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے اب؟ اب ان کی شادی

شدہ زندگی میں کوئی مسئلہ ہوگا تو پھر مجھے ہی الزام دیا جائے گا۔۔" اس نے ان سے

ایسے بات کی جیسے وہ جانتی ہو کہ فاروق صاحب کو اس معاملے کا بخوبی علم ہو۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟؟ جانتی ہوں کہ آپ میری کہانی۔۔ ثمرین آنٹی کے لکھے گئے ناول میں پڑھ چکے ہیں۔۔ میں کافی ٹائم سے جانتی ہوں یہ۔۔ لیکن چپ رہی کہ کہیں میری وجہ سے گھر میں کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ اور ہاں! ثمرین آنٹی سے کہہ دیجیئے گا۔۔ کہ وہ لوگوں سے ملنے والے فیڈ بیک کے مطابق ناول کا دوسرا حصہ جیسے چاہیں لکھیں۔۔ پیپی اینڈنگ کرنا چاہتی ہیں تو شوق سے کریں۔۔ لیکن اس میں حقیقت کے رنگ نہ بھریں۔۔" ثمرین جو کمرے میں داخل ہونے ہی والی تھیں کہ اس کی بات سن کر ان کے قدم وہیں رک گئے۔ فاروق صاحب بھی اسکی بات پہ ہکا بکا رہ گئے۔

"اف ف۔۔ ڈیڈی۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟" انکے ردِ عمل پہ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔ "آپ تو ایسے حیران ہو رہے ہیں، جیسے میں نے کوئی انہونی بات کر دی ہے؟" اس نے استفسار کیا مگر وہ اب بھی حیرت سے اسکا منہ دیکھ رہے تھے۔

آخر وہ سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی۔ "پڑھ چکی ہوں انکا نیا ناول۔۔" اس نے فوراً سے

موبائل ہاتھ میں لیا اور انہیں دکھایا۔

"آئم سوری۔۔ بیٹا۔۔" وہ فوراً روم میں داخل ہوئیں اور اس سے معذرتانہ انداز میں بولیں۔

"نو۔۔ نو۔۔ اُس۔۔ او۔۔ کے۔۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں معافی مانگنے سے روکا۔ "آپ کونسا میری سگی ماں ہیں جو میرا راز رکھتیں؟ آپ نے تو ڈائری پہ لکھی اک اک بات جوں کی توں لکھی۔۔ میں بھی کیا؟ آپ کی اپنے لیئے کئی دیکھ کر سمجھی تھی۔۔ آپ جیسا کوئی نہیں۔۔ لیکن میں غلط تھی۔۔ کیونکہ ماں تو اپنی ہی ہوتی ہے۔۔" وہ سسکی بھر کر بولی۔

اسکی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے تھے۔ ثمرین اور فاروق صاحب کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔

"بیٹی۔۔ ثمرین کی نیت بری نہیں تھی۔۔ تمہاری حالت اس سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔۔ وہ پڑھ کر ہی تو عارفہ کو اندازہ ہوا کہ تم غلط نہیں تھی۔۔ تم نے دوستی کا

"میں جانتی ہوں۔۔۔ آپ دونوں بس مجھے سمجھا سکتے ہیں اور بس۔۔۔ لیکن مجھے آپ کی کوئی نصیحت نہیں چاہیئے پلیز۔۔۔" اب اس سے بحث کرنا ایسا تھا جیسے طوفان کو خود کونیست و نابود کرنے کی دعوت دینا۔۔۔ انہیں یہ ڈر تھا کہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچا لے سو دونوں نے اس سے بحث نہ کرنے پہ ہی اکتفا کیا۔

"مجھے لگتا ہے ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ ناول میں تو یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اس سے اپنی ہار کا بدلہ لیا ہے۔ اب بھلا کوئی ایسے بھی کر سکتا ہے؟؟ وہ سب تو ایک گیم تھی اور بس۔۔۔" آخر احمر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

"نہیں احمر۔۔۔ ہم نہیں جائیں گے۔۔۔ ہم اسے لے کر ہی جائیں گے۔۔۔"

ثرین خان نے چائے کا تھرماس میز پر رکھا اور چائے کپوں میں ڈال کر باری باری دونوں کو چائے دی۔ وہ ان دونوں کے سامنے بیٹھیں اور احمر کو گہری نگاہ سے دیکھنے لگی جس پہ احمر کو عجیب سا محسوس ہونے لگا۔

"آپ۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں؟؟؟" وہ ذرا کنفیوز ہوا۔

"سوچ رہی ہوں۔۔ اتنی جلدی کیسے ہار گئے تم؟" ہار کا بدلہ "یہ بات تمہیں یاد ہے جس کے ساتھ اس نے "شاید" کا لفظ استعمال کیا تھا مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا تھا۔ کہ اسکا "دل نہیں مانتا کہ یہ بات سچ ہو۔" کیونکہ اسکا دل کبھی اسے تمہارے خلاف کر ہی نہیں پایا۔۔" انہوں نے اسے تفصیلی طور پہ وہ بات دوبارہ سے بتائی جو وہ پہلے سے ہی اپنے ناول میں قلم بند کر چکی تھیں۔

"تو پھر اب ایسا کیوں؟؟؟" وہ الجھ کر بولا۔

"آئی۔۔ میں جاؤں اسکے پاس؟؟؟" عارفہ نے اجازت چاہی تو وہ اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولیں۔

"مجھے نہیں لگتا کہ وہ تم سے کوئی بات کرے گی۔۔"

"واہٹ۔ ایور۔۔ میں تو اس سے بات کروں گی نا! وہ میری بات سنے گی تو۔۔ بھلے خود کچھ

نہ کہے۔۔ مگر اس طرح سے خود کو اذیت تو نہ دے۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا چائے

کا کپ میز پہ رکھا اور وہاں سے اٹھی۔

پانچ منٹ کی دیر ی میں ہی وہ اسکے کمرے کے باہر تھی۔ جوں ہی اس نے دستک دینے کے لیئے ہاتھ بڑھایا تو دروازے کو کھلا پایا۔

وہ سکون کی غرض سے اپنی آنکھیں بند کیے رانگ چیر پہ بیٹھی تھی۔ مگر اسکے ذہن میں ماضی کی تلخ یادیں اس کا سکون غارت کرنے کے لیئے کافی تھیں۔ وہ اسکے قریب آئی اور اسکے قدموں میں بیٹھ کر رونے لگی۔ آئم کو جب کسی کی سسکیوں کی آواز محسوس ہوئی تو اس نے جھٹ پٹ اپنی آنکھیں کھولیں تو اس نے عارفہ کو اپنے سامنے پایا۔
 ”کیا کر رہی ہو تم؟ پیچھے ہٹو۔۔ عارفہ؟“ وہ اسکے قدموں میں بیٹھی زار و قطار رونے لگی تو آئم اپنی جگہ سے اٹھی۔

”تم کب سے اتنی سنگدل ہو گئی ہو آئم؟ تم تو ایسی نہیں تھی۔۔ میرے رونے سے تو تمہیں تکلیف ہوتی تھی نا! تو آج کیوں تمہیں تکلیف نہیں ہو رہی؟؟“ وہ کرسی پہ اپنا سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

"عارفہ اٹھو۔۔ پلیز۔۔" وہ تھوڑا زمین کی جانب جھکی اور اسے اسکے بازو سے پکڑ کر اٹھایا تو وہ اسکے سینے سے جا لگی۔

"کیا مجھے معاف نہیں کر سکتی تم؟؟"

آئم نے اسے اپنے سینے سے الگ کیا اور اسکے چہرے کو بغور دیکھنے لگی جس پہ ندامت کے ساتھ ساتھ پچھتاوا بھی تھا۔

"عارفہ! دوست جب اعتبار کرنا چھوڑ دے تو انسان کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔۔ اور میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔۔ مجھے ہر ایک نے برا سمجھا۔۔ ہر ایک نے۔۔ مجھے پرواہ نہیں۔۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی۔۔ کیونکہ وہ شاید مجھے جانتے ہی نہیں تھے۔۔ مگر تم تو جانتی تھی نا! تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں تمہارے ساتھ کچھ برا کر سکتی ہوں؟ اور تم نے تو میرے کردار پہ ہی انگلی اٹھا دی۔۔" وہ ذرا سسکی بھر کر بولی تھی اور عارفہ مجرموں کی طرح اسکے سامنے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"جانتی ہو عارفہ! ایسا دوست جو بچپن سے آپکے ساتھ ہو۔۔ آپکی ہر چھوٹی سی چھوٹی

آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا اور مسکراتے ہوئے بولی۔ "شادی بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔" اسکی بات پہ اسکے چہرے پہ پانچ سیکنڈ پہلے آئی مسکراہٹ یکدم غائب ہو گئی۔ "تم دونوں اچھے لگتے ہو ساتھ میں۔۔" اب کے عارفہ کو اسکی باتوں کا مفہوم سمجھ آنے لگا تھا۔

"ارے نہیں۔۔ نہیں۔۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو۔۔" وہ تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی بولی۔

اسی اثناء میں احمر اسکے کمرے میں داخل ہوا تو اسکی بات ادھوری ہی رہ گئی۔
 "آپکے بناء جیسا شادی ہو سکتی ہے؟ آپکو ہی تو لینے آئے ہیں۔۔" آئم نے دور دروازے پہ موجود احمر کو دیکھا جو آہستہ آہستہ انکی طرف قدم بڑھاتے ہوئے آ رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں آئم کے لیے عزت اور محبت دونوں موجود تھیں۔

آئم کی حیرانگی قابل دید تھی۔ اس نے پوچھنا چاہا کہ "اس دن شادی کیوں نہیں کی؟" لیکن وہ پرانی کسی بھی بات میں پڑنا نہیں چاہتی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ اسے کیسے منانا ہے۔۔۔" اس نے پورے وثوق سے کہا۔

ان دونوں کو آپس میں بات کرتا دیکھ کر آئم منہ پلٹ کر کھڑی ہو گئی۔

"منانے کی بجائے مزید ناراض ہو جائے گی احمر۔۔ تم کیا اب یہ ڈرامہ لگا رہے ہو؟"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی مگر اسے اس کی کوئی بات سمجھ آتی تب نا!

احمر آہستگی سے قدم بڑھاتے ہوئے اسکے قریب گیا اور اسکے پاس جا کھڑا ہوا۔ "تو ہماری

شادی ہوتے نہیں دیکھ سکتیں آپ؟؟؟"

اسکی بات پہ وہ یکدم پلٹی۔ اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ ذرا پیچھے ہٹی۔ "کیا مطلب

ہوا آپ کی اس بات کا؟؟؟"

"احمر۔۔" عارفہ نے دانت کچکچا کر ذرا غصہ سے اسکا نام لیا۔ لیکن احمر کو کس چیز کی

پرواہ تھی؟ جسے وہ پڑھ چکا تھا، اب محسوس کر رہا تھا۔۔ بس اب اسکے منہ سے سننا چاہتا

تھا۔

"اشش۔۔ مجھے بات کر لینے دو ذرا۔۔" اس نے انگلی کی مدد سے اسے چپ رہنے کا

اشارہ کیا۔ "ہاں! تو مس آئم؟ دکھ ہوگا آپکو؟ اذیت؟ یا کچھ اور؟؟"

"یہ آپ کس انداز میں بات کر رہے ہیں مجھ سے؟؟ اور یہ کیا بات کر رہے ہیں؟" وہ ہڑبڑائی جبکہ عارفہ بے بسی سے احمر کو دیکھنے لگی۔

"اذیت سے بچنا چاہتی ہیں آپ؟" وہ اسکے ردِ عمل کی پرواہ کیے بناء پھر سے بولا۔

"اذیت؟؟ کیسی؟؟ آپ کی شادی تو خوشی کی بات ہے۔۔ اس میں اذیت۔۔۔" آخر اسکی زبان لڑکھڑانے لگی تو وہ فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"احمر۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟ کس قسم کی باتیں کر رہے ہو۔۔ اتنی مشکل سے تو منایا ہے

اسے۔۔ اب تم۔۔" وہ اسے کوسنے لگی مگر احمر کا پورا دھیان آئم پہ تھا جس کے چہرے

سے اسکی محبت صاف جھلک رہی تھی۔ اور وہ اسے دیکھ کر برابر مسکرائے جا رہا تھا۔

"احمر۔۔ تم سے بات کر رہی ہوں۔۔" جواب نہ پا کر عارفہ پھر سے بولی تو اس نے اسے

ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کے لیے کہا۔

وہ وہیں کھڑا رہا۔

”آئی سیڈ۔۔ لیو۔۔۔۔۔“ وہ زچ ہو کر ذرا غصہ سے بولی تو اسے وہاں سے جانا ہی پڑا۔
 ”فضول میں۔۔ حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔“ وہ خود کے ساتھ الجھی مگر اسکی کہی گئی
 بات پہ وہ ششدر رہ گئی۔

”بارات واپس۔۔ تو کیا پہلے بارات واپس۔۔ عارفہ۔۔ اتنا کچھ فیس کیا تم نے۔۔ اتنا بڑا
 ظلم۔۔۔“ وہ بمشکل ہی اپنی جگہ پہ کھڑی ہو پائی تھی کہ یکدم صوفے پہ ڈھے گئی۔

علی الصبح وہ اٹھی تو ثمرین اسکے کمرے میں چائے لے کر آئی۔ اس نے چائے سائید
 ٹیبل پہ رکھی اور کھڑکی کے پردے پیچھے کیے۔ سورج کی کرن اسے اپنے چہرے پہ محسوس
 ہوئی تو وہ نیند سے بیدار ہوئی۔

”آپ؟ آپ کیوں آئی ہیں؟“ وہ اٹھ کر بیٹھی۔

”ابھی تک ناراض ہو؟“ وہ اسکے قریب بیٹھیں۔

"عارفہ کہاں ہے؟ اسے بلوادیں پلیز۔۔ مجھے اس سے بات کرنا ہے۔۔" وہ بستر سے نیچے اترتی اور وہاں سے خود ہی جانے لگی۔

"دونوں جا چکے ہیں۔۔" ان کی دی ہوئی اطلاع اس پہ قیامت بن کر لوٹی تھی۔ گزشتہ رات احمر نے جو خبر اور دھمکی اسے دی تھی، وہ سب سن کر خود کو سنبھال نہ پائی۔ مگر عارفہ سے بات کرنے کی ہمت نہ جھٹا پائی۔

"مجھ سے ملے بنا کیسے؟؟" اس نے دکھ سے کہا۔

"وہ تو ملے بناء جانا نہیں چاہتی تھی مگر۔۔ احمر نے ہی اسے کہا کہ تم نے

پاکستان، شادی پہ آنے کی حامی بھر لی ہے۔۔"

"نام مت لیں اسکا میرے سامنے۔۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔ بلکہ اس نے ہی۔۔" وہ بات کرتے کرتے رکی۔

"کیا؟" انہوں نے جاننا چاہا مگر وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

"جانتی ہوں تم اب میرا اعتبار نہیں کرو گی۔۔ لیکن میرا ارادہ تمہاری زندگی میں تمہاری

”ماہم! اب تک تو اسے آجانا چاہیئے تھا نا!“ وہ اداسی سے بولی۔

”آجائے گی۔۔ مجھے امید ہے۔۔“

”امید تو مجھے بھی ہے۔۔ مگر تمہی دیکھو نا۔۔ شام ہو گئی اور ابھی تک۔۔۔۔“

اسی اثناء میں دروازے پہ دستک ہوئی۔ نجم صاحب اٹھے اور مین گیٹ کھولا۔

”ماشاء اللہ! ماشاء اللہ! آجاؤ۔۔ صبح سے عارفہ دروازے پہ طاق لگائے بیٹھی ہے۔۔ شکر

ہے آپ لوگ آگئے۔۔“ انہوں نے خوش خلقی سے انہیں خوش آمدید کہا۔ اور فاروق

صاحب سے مصافحہ بھی کیا۔

وہ لان سے لاؤنج میں مہمانوں کے ساتھ داخل ہوئے۔ ابھی عارفہ اس سے بات کرنے میں ہی لگن تھی کہ اس نے اپنے سامنے آئم کو پایا جو فاروق صاحب اور ثمرین کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی۔

”آئم۔۔ آگئیں تم۔۔“ وہ فوراً سے اپنا پیلا شرارہ سنبھالتے ہوئے اٹھی اور اسکی طرف

بھاگی بھاگی گئی۔ ”میں جانتی تھی تم ضرور آؤگی۔۔ تم ضرور آؤگی۔۔“ اس کی خوشی کی

انداز میں بولی -

"نظر نہ لگانا ہمیں۔۔۔" عارفہ نے منہ بنا کر اسے خوب تنگ کیا۔

مہندی لگانے والی اسکے پاس آکھڑی ہوئی تو اس نے ماہم کو اسے چیلنج کروانے کے لیے، وہاں سے لے جانے کا اشارہ کیا۔

"پہلے ہی کسی کی نظر نے ہماری زندگی کے دو سال ہم سے چھین لیے۔۔" اس نے دل میں خود سے سرگوشی کی - اسکے چہرے پہ چھائی اداسی کو عارفہ محسوس کر چکی تھی، تبھی وہ ماہم سے بولی -

"جاؤ بھی۔۔۔ اور ہاں مہمانوں کے لیے کولڈ ڈرنک بچھوا دینا۔۔ اور میری دوست کو کافی بنا کر دینا۔۔ میں تب تک مہندی لگوا لوں۔ لیکن ایک ہاتھ پہ تم سے ہی لگواؤں گی۔۔ او۔۔۔" اسکی بات پہ آئم نے مسکرا کر اثبات میں گردن ہلا کر ذرا مسکرا کر جواب دیا۔

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com Page 125
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

"بے بی پوچھو۔۔۔ آپ کو باہر ایک آنٹی بلارہی ہیں۔۔۔" مینہ کی غیر متوقع آمد پہ بے بی پوچھو کے الفاظ انکے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

بے بی پوچھو اس کے پاس سے اٹھیں اور وہاں سے باہر چلی آئیں۔
"احمر اور؟؟" آئم انکے الفاظ دہراتے ہوئے تذبذب کا شکار ہوئی۔

"آپ کو کیا ہوا بھابھی؟؟؟"

"بھابھی؟؟؟" اب کے مینہ کی بات پہ اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔۔۔ کھانا لگ گیا ہوگا۔۔۔" مینہ اپنے ہی منہ سے نکلے لفظوں پہ خود کو کوستی ہوئی وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے وہاں تھی ہی نہیں۔

"یہ سب کیا ہے؟؟؟ کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟ کچھ تو ہے۔۔۔" وہ خود سے گویا ہوئی۔

مہندی کی پوری تقریب میں وہ احمر کو ہی ڈھونڈتی رہی، مگر احمر کا وہاں کوئی نام و نشان نہ تھا۔ اس نے کئی دفعہ مینہ سے پوچھنے کی کوشش کی مگر پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ البتہ عارفہ اسکی متلاشی نظروں کی بے قراری کو اچھے سے سمجھ رہی تھی۔ لیکن وہ چاہتی تھی

کہ آئم اس سے خود پوچھے۔

مہندی کی رسم کے بعد اس نے چارو ناچار اس سے پوچھ ہی ڈالا۔ "عارفہ؟؟؟ وہ کہاں ہے؟؟؟"

عارفہ نے شرارت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟؟؟" وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"دیکھ رہی ہوں۔۔۔ اتنی بے قراری۔۔۔" وہ کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

"عارفہ پلیز۔۔۔ کچھ تو شرم کرو۔۔۔ آج اسکے نام کی مہندی لگی ہے تمہارے ہاتھ پہ۔۔۔ اور

تم ہو کہ پھر سے۔۔۔ جانتی بھی ہو کہ اس مذاق نے۔۔۔" وہ تنبیہی انداز میں بولی۔

عارفہ جو ابھی دے دے انداز میں ہنس رہی تھی۔ اب کے اور کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

"عارفہ۔۔۔ پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟؟" آئم نے حیرانگی سے استفسار کیا۔

"ہاں۔۔۔ یہی سمجھو۔۔۔"

"ہر کوئی عجیب بی ہیو کر رہا ہے۔۔۔ مینہ۔۔۔ بے بی پوچھو۔۔۔ اور اب تم۔۔۔" وہ الجھ کر

بولی۔

عارفہ نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

”تمہارا مسئلہ کیا ہے آخر؟؟ کس سے چھپ رہی ہو تم؟؟ اور کس سے چھپا رہی ہو؟؟ اب کے وہ سنجیدہ تھی۔

”کسی سے نہیں۔۔ اور تم جیسا سوچ رہی ہو۔۔ ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ کل شادی ہو رہی ہے تمہاری اس سے۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔۔“ اس نے اسے ڈانٹ کر کہا۔

”یہی تو۔۔ میں تو سمجھ رہی ہوں۔۔ لیکن شاید تم۔۔“ اس سے پہلے عارفہ مزید کچھ بولتی آئم نے اسے روکا۔

”پلیز۔۔ عارفہ۔۔ تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی چل رہا ہے۔۔ بہتر ہے اسے نکال دو۔۔“

اس نے چاہا کہ وہ مزید کچھ کہ سکے لیکن اسکی زبان نے اسکا ساتھ نہ دیا۔ اسکے الفاظ اسکے حلق میں ہی دب کر رہ گئے۔

عارفہ نے اسے قدرے غور سے دیکھا تو وہ اس سے نظریں ملا نہ پائی اور اسکے پاس سے

آناََ فناََ غائب ہو گئی۔

عارفہ اسکی آواز کی نمی کو محسوس کر چکی تھی۔ اس نے موبائل نکالا اور میسج ٹائپ کرتے ہوئے مطلوبہ شخص کو بھیجنے کے بعد، رضوان (منگیترا) کی تصویروں کو، جو اس نے اپنے ہاں مہندی کی رسم کی اسے بھیجی تھیں، دیکھنے لگی۔

اسے عارفہ کا میسج موصول ہوا تو اسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ "لاہوری

لڑکے۔۔ فیصل آباد کی لڑکی دل ہار بیٹھی ہے تم پہ۔۔ باہر ہی آرہی ہے۔۔ ابھی اس

سے بات کر لو تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا کام ہو جائے۔۔ اور ہاں۔۔ میرا گفٹ تیار رکھنا۔۔"

اس نے جیسے ہی اسکا میسج پڑھا تو فوراً سے بالکنی میں آیا جہاں اس نے اسے لان میں

ٹہلتے ہوئے پایا۔ رات بھلے ہی گہری تھی لیکن لان میں موجود ہلکی پیلی روشنی میں وہ اسے

صاف نظر آرہی تھی۔ اسکا حسن ان ٹمٹاتی روشنیوں میں قابلِ دید تھا۔

"میں کیسے تمہیں بتاؤں کہ۔۔ میں واقعی تم پہ اپنا سب کچھ ہار بیٹھا ہوں۔۔" وہ دل ہی

دل میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

تھوڑی سی دیر کیے بناء ہی وہ بالکنی سے کمرے میں آیا اور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال سنوارنے لگا۔

"بھئی بہت بہت مبارک ہو بھائی۔۔" مینہ نے بلا اجازت دروازہ کھولا۔ "اُوئے ہوئے۔۔" اسکی تیاری کو دیکھتے ہوئے مینہ نے اسے خوب چھیڑا۔ "ابھی تو رشتہ پکا ہوا ہے لڈو بھائی۔۔ بات نہیں لے کر جانی۔۔"

اس نے اسکی بات کو سن کر بھی ان سنا کر دیا اور فوراً سے وہاں سے بھاگا۔ "کیا ہو گیا ہے؟؟ لڈو بھائی؟؟؟" وہ اسکے پیچھے پیچھے بھاگی لیکن وہ سیرھویوں سے ہوتا ہوا نیچے جا چکا تھا۔

وہ فوراً سے بالکنی میں آئی۔ "اوہ۔۔" اسے لان میں پا کر اسے آگے کی ساری کہانی سمجھ آ گئی تھی۔

وہ لان میں آیا۔ اس سے پہلے وہ اس کے قریب جاتا، ماہم نے اسے روکا۔ "چلو۔۔۔ اب یہ کہاں سے آ گئی۔۔" وہ تنگ آ کر خود سے بولا۔

"ایک تو تم فیصل آباد کی لڑکیاں۔ اف۔۔۔ کسی کو امبیرس کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی ہو۔۔۔"

اسکی بات سن کر ماہم کو اور ہنسی آئی۔ آئم کے کانوں میں جوں ہی اسکے الفاظ پڑے تھے، اس نے دونوں کو پلٹ کر دیکھا۔

"دیکھیں امین۔۔۔ ان صاحب نے ہم پہ ابھی طنز کیا ہے۔ سنا آپ نے؟؟؟" ماہم نے اسکے قریب آئی لیکن اس نے اسکی بات کو آن سنا کیا اور وہاں سے جانے لگی۔

لیکن یہ کیا تھا؟؟ اسکے قدم اپنے آپ ہی اس سے بغاوت کرنے لگے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے پاس ٹھہر سی گئی۔ اس نے نظر بھر کر منتظر نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جیسے چاہتا ہو کہ وہ اس سے خود بات کرے لیکن بے سود۔ اس نے دو گھڑی اسے دیکھا اور وہاں سے جانے لگی۔

"بھئی کافی ملے گی؟؟؟" احمر نے ذرا زور سے کہا تو اسکے جاتے قدم رک سے گئے۔ اس نے اسے پلٹ کر دیکھا تو اسے اپنی جانب متوجہ نہ پایا۔

”مس ماہم۔۔ کافی ہی پلا دیجیئے۔۔ واقعی آپ کے ہاں کے لوگ تو بڑے ہی بے مروت ہیں۔۔ کم از کم آپ سے ہمارا کیا رشتہ جڑنے والا ہے اسی کا لحاظ ہی کر لیں۔۔“ اس نے جھلے ہی یہ سب ماہم سے کہا لیکن آئم سمجھ چکی تھی کہ وہ یہ سب اسے ہی کہہ رہا ہے۔

اسکے انداز پہ ماہم دبے دبے انداز میں مسکرائی۔ "بھئی میرے پاس تو ایک منٹ بھی نہیں ہے کہ کافی بناؤں۔۔" اس نے اپنے کندھے اچکائے اور یہ جا وہ جا۔

اس نے مڑ کر آٹم کو دیکھا جو پلٹ کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ اسے دیکھتے ہوئے کسی الگ دنیا میں ہی محو ہو کر رہ گئی۔

"چھت پہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔ مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے۔۔" وہ اس کے قریب آیا اور ایک چٹکی بجاتے ہوئے نیم انداز میں مسکرا کر بولا تو وہ اپنے حواسوں میں واپس آئی۔

"مگر مجھے۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ اس کے پاس سے ہوتا ہوا چھت پہ آگیا۔

"اتنے دن ہو گئے تمہیں ہنستے نہیں دیکھا۔۔ اب تو ہنس دو۔۔" ثمرین اسکے قریب آئی تو وہ اپنے خیال سے نکلی۔ اس نے اسکی طرف بے چاگی سے دیکھا اور وہاں سے چلتی بنی۔

"شرما گئی بچی ہماری۔۔" بے بی پو پھو ذرا لاڈ سے بولیں تو سبھی ہنس دیئے۔

"یہ سب کیا ہے عارفہ؟؟؟ کیا پاگل پن ہے یہ؟؟؟" اس نے جھٹ سے دروازہ کھولا اور اس پہ بھرک اٹھی۔

"ریلیکس۔۔ ریلیکس۔۔ مجھے تو لگا تھا تم مٹھائی لے کر آؤ گی۔۔" عارفہ قدرے سکون سے بولی تو اسے اور غصہ آیا۔

"خیر۔۔ لو منہ میٹھا کرو۔۔ تمہاری پسند کی چاکلیٹ۔۔" اس نے اسکے منہ کی طرف چاکلیٹ بڑھائی تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"پھر سے وہی سب دہرا رہی ہو تم۔۔ کیوں یار؟؟ پلیر روکو ان سب کو۔۔" وہ بمشکل

ہی خود کو پرسکون کر پائی تھی۔ عارفہ کی طرف سے کسی قسم کے ردِ عمل کا اظہار تک نہ کیا گیا جس کی وجہ سے وہ زیچ ہو کر پھر سے بولی۔ "ایسا بھی کیا ہو گیا کہ رات کے ایک بجے یہ لوگ۔۔۔"

"تو؟؟ رشتہ پکا کرنے کے لیے اب کیا تم دونوں کی کنڈلیاں ملائیں؟؟" وہ تمسخر آمیز لہجے میں بولی۔

"سمجھاؤ ان سب کو۔۔ تمہارے ساتھ میں یہ سب نہیں ہونے دوں گی اب۔۔ اسے
مکرنے نہیں دوں گی عارفہ۔۔ وہ آخر سمجھتا کیا ہے ہم دونوں کو۔۔" آخر وہ بے ضبط
رودی۔

"سمجھنے کی ضرورت تمہیں ہے آئم۔۔ اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ میرے ساتھ کوئی ظلم ہو رہا ہے؟؟" اس نے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھا۔

وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے کی غرض سے اسے بغور دیکھنے لگی۔

"ہرگز نہیں۔۔ ظلم تب ہوتا جب اس شخص کو مجھ سے جوڑ دیا جاتا جس کے دل

میں۔۔ میں ہوں ہی نہیں۔۔" عارفہ کی آنکھیں بھی بھگی چکی تھیں۔

"عارفہ۔۔ مکر رہا ہے اب وہ۔۔" وہ عارفہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے دلاسہ دیتے ہوئے بولی۔

"یار۔۔ تم مکر رہی ہو۔۔ وہ نہیں۔۔" اس نے ذرا ڈپٹ کر کہا۔

اسکا حال دیکھ کر ایک لمحے کے لیے تو آئم کا دماغ سٹپٹا کر رہ گیا۔

عارفہ نے خود کو سنبھالا اور پھر کچھ دیر توقف کے بعد اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔

"اپنی ڈائری پہ اپنے ہی ہاتھوں سے لکھے گئے، اس لازوال جذبے کو ایک مرتبہ ضرور پڑھ

لو تم۔۔ پلیز۔۔ محبت کی یوں بے حرمتی نہیں کرتے آئم۔۔ اور تمہاری محبت تو ہے بھی

پاک۔۔ دودھ جیسی شفاف۔۔"

اسکی بات سن کر آئم کا دماغ تقریباً ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔

"مگر تم؟؟؟" اس کے منہ سے صرف اتنا ہی نکلا تھا۔

"میری فکر کرنے کے لیے رضوان ہے نا۔۔ اور میں اس کے ساتھ بے حد خوش ہوں۔۔"

آئم نے بھنویں سکیرتے ہوئے اسے سوالیہ انداز سے دیکھا تو اس نے اپنا موبائل کھولا اور گیلری کو ٹولتے ہوئے اسے رضوان کی تصویر کھول کر دکھائی۔

"یہ ہیں۔۔۔ میرے منگیتے۔۔۔ مجھے ان کے نام کی مہندی لگی ہے آج۔۔۔ احمر کے نہیں۔۔۔"

آئم کی حیرانگی قابلِ دید تھی۔ اس کی گہری آنکھوں میں چمک کے ساتھ ساتھ شکوہ بھی تھا۔

"اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں؟؟"

"کیسے بتاتی؟؟ تم نے کچھ سنا ہی کب تھا؟؟" وہ زخمی انداز میں مسکرائی۔

"مگر عارفہ۔۔۔ یہ سب غلط ہے۔۔۔ سراسر غلط ہے۔۔۔ تم کیسے؟؟" وہ تناؤ کا شکار ہوئی تو

عارفہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے پر سکون کیا۔

"کچھ بھی غلط نہیں ہو رہا۔۔۔ اور ویسے بھی۔۔۔ اس بارے ہوئے لاہوری لڑکے سے بھلا

مجھ فیصل آباد کی لڑکی کا کیا جوڑ؟؟" اس نے اپنے آنسو آنکھوں کے کنارے سے رگڑ

کرساف کیے اور استہزائیہ انداز میں بولی۔

”ہوں تو میں بھی فیصل آباد کی۔۔“ اس نے جیسے اسے یاد کروایا تو وہ ہنسی۔

”ہاں۔۔ لیکن تم سے تو وہ ہارا تھا نا۔۔ اور پھر تمہیں پہ اپنا دل بھی ہار بیٹھا۔۔“

”عارفہ۔۔ مگر۔۔ میں اسے۔۔“ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی عارفہ کے موبائل پہ بیپ ہوئی۔

اس نے فون اٹھایا تو احمر کی طرف سے میسج تھا۔

”اسے کہنا کافی کے ساتھ ساتھ مٹھائی بھی لیتی آئے۔۔“

”کافی کے ساتھ ساتھ مٹھائی بھی لیتی جانا۔“ اسکی بات پہ آئم کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔

”کیا ہے؟؟ میں نے کیا کہا ہے؟؟ اس نے فرمائش کی ہے۔۔“ عارفہ بچوں کی طرح

بولی اور موبائل اسکے سامنے کرتے ہوئے نیم انداز میں مسکرائی۔

”میں نہیں جارہی کہیں۔۔“ اس نے کندھے اچکائے اور اسکے برابر میں آ بیٹھی۔

”چلی جاؤ یار۔۔ پہلے ہی سردی بہت ہے۔۔ بیمار ہو گیا نا تو مجھے مت کہنا۔“ عارفہ نے

اپنے کندھے سے اسکے کندھے کو جنبش دی اور اسے خوب چھیڑتے ہوئے کھلکھلا کر ہنسی۔

"بہت برے ہو تم دونوں۔۔" اس نے خفگی سے اسکی طرف دیکھا۔

"اچھا اب۔۔ جاؤ۔۔۔" عارفہ ذرا زور دے کر بولی۔

"تم خوش تو ہونا؟" وہ آنکھوں میں احساسِ ندامت لیے بولی۔

"ہاں۔۔ بہت خوش۔۔ اور پلیز۔۔ اب جاؤ۔۔" اس نے تائیدی انداز میں کہا۔

"اچھا سنو۔۔" اسکی بات پہ وہ جاتے جاتے کی۔

اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"اسے جلیبیاں پسند نہیں۔۔ وہ لے کر نہ جانا۔۔ او۔۔ کے۔۔ اور ہاں! وہ بلیک کافی

بالکل بھی نہیں پیتا۔۔" اس نے اسے تفصیلاً بتایا اور ساتھ ہی ساتھ معنی خیز انداز

میں اسے دیکھ کر شرارتی ہنسی ہنس دی۔

"ام م م۔۔ اچھا۔۔" جواباً وہ بھی کھلکھلا کر ہنسی اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے؟ وہ کچن میں آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے سازپین اٹھایا اور کافی کے لیئے پانی گرم کیا۔ دودھ کے لیئے اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی لیکن اسے دودھ کا برتن کہیں نظر نہیں آیا۔ فریج میں دیکھا تو وہاں صرف مٹھائی ہی مٹھائی تھی۔

"یہی پیئے۔۔" اس نے بلیک کافی کپ بورڈ سے نکالتے ہوئے خود سے کہا اور اندر ہی اندر عارفہ کی بات کو سوچتے ہوئے گدگدائی۔

"اسے جلیبیاں پسند نہیں۔۔ وہ لے کر نہ جانا۔۔ او۔۔ کے۔۔ اور ہاں! وہ بلیک کافی بالکل بھی نہیں پیتا۔۔"

اس نے پلیٹ میں بالترتیب مٹھائی کی بجائے جلیبیوں کو رکھا اور گرم کھولتے پانی میں کافی ڈالتے ہوئے خوب کھلکھلا کر ہنسی۔

"اب آئے گا مزہ۔۔" اس نے کافی کا کپ ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں جلیبیوں سے بھری پلیٹ کو۔۔

باہر آئی تو ثمرین اور ماہم کو اپنا منتظر پایا۔

”کہیں تو میں ہیلپ کروادوں آپکی؟؟؟“ ماہم نے اسے تنگ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں اسکے لیئے میں اکیلی ہی کافی ہوں۔۔“ وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

ثمرین نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ایک عرصے بعد وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

”تھینگ گاڈ۔۔ تم ہنسی تو۔۔ میں جانتی تھی تمہارا علاج۔۔ یہیں فیصل آباد میں ہی

ہے۔۔“

”شکریہ ماں۔۔“ اس نے محبت سے کہا۔

پہلی بار اس نے انہیں ماں کہہ کر پکارا تھا۔ ثمرین کی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہنے لگے۔

”شکریہ کی کوئی بات نہیں آئم بیٹی۔۔ خیر جاؤ۔۔ کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔“ انہوں نے

اسکا گال تھپتھپایا اور وہاں سے چلی گئیں۔

”بیسٹ آف لک۔۔“ ماہم نے ہاتھ کے اشارے سے کہا اور پھر وہاں سے چلی گئی۔

اسے اسکا انتظار کرتے ہوئے تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔ اس نے ایک نظر اپنے موبائل پہ ڈالی اور وقت دیکھا۔

"ایک بج کر تینتیس منٹ۔۔" وہ زیر لب خود سے بولا۔

"اس رشتے سے تو وہ خوش ہوگی؟؟" "کیوں خوش نہیں ہوگی؟؟ آخر مجھ میں کمی کس چیز کی ہے؟؟" اس نے خود کو خود ہی جواب دیا۔

آٹم سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت کی جانب آئی تو اس کے منہ سے ادا ہونے والے یہ الفاظ سن کر وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"کامن سینس۔۔ یعنی کہ۔۔ عقل۔ سلیم کی۔۔۔"

اس نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جہاں کھڑا تھا، وہیں ساکت رہ گیا۔ وہی ہنسی۔۔ وہی

لہجہ۔۔ وہی انداز۔۔ اور وہی طنز۔۔ جو اس نے آج سے دو سال پہلے اس پہ کیا تھا۔

وہ اسکے قریب آئی اور کافی کا کپ اسکے سامنے کرتے ہوئے بولی۔ "آپکی کافی۔۔"

اسے نہ کافی کی ہوش رہی اور نہ ہی اسکی کہی کسی بات کی۔ وہ تقریباً حواس باختہ ہو چکا تھا۔۔۔ اسے یاد رہا تو صرف اسکا ہنستا مسکراتا چہرہ۔

”ایکسیوز می۔۔۔“ اس نے ذرا زور دے کر کہا تو وہ اپنے حواسوں کو بحال کرتے ہوئے بولا۔

”ہاں۔۔“ اس نے آنکھیں جھپکا کر اسے دیکھا تو آئم نے اشارۃً کافی اسکے سامنے کی۔ اب اسے اسکی کافی کے حوالے سے رائے کا انتظار تھا۔

اس نے ایک گھونٹ بھرا ہی تھا کہ اسکی آنکھیں پھیل سی گئیں۔ کافی کا گھونٹ وہ بمشکل ہی حلق میں اتار پایا تھا۔

”یہ کیا؟؟؟ بلیک کافی؟؟؟“ اسکی طرف سے شدید قسم کے ردِ عمل کا اظہار دیکھ کر آئم کے ہونٹوں پہ پھیلی مسکراہٹ اور گہری ہوتی چلی گئی۔

”ہم فیصل آباد کے لوگ بے مروت ہیں نا؟؟ تو ہماری ہر چیز بھی بے مروت ہے

مسٹر احمر مرتضیٰ صاحب۔۔“ اس نے صاف اور واضح لفظوں میں خوبصورت انداز سے طنز

کیا

”اگر آپ کے ہاتھ کی یہ بے مروت کافی ہمارے نصیب میں لکھی ہے تو مروت کی کس کمبخت کو ضرورت ہے بھلا؟؟؟“

وہ مسکرایا اور ہیرو بنتے ہوئے ایک اور گھونٹ بھر کر اسکی طرف دیکھ کر پھر سے مسکرایا۔
اب کے اس نے مٹھائی کی پلیٹ اسکے سامنے کی۔ پلیٹ میں موجود جلیبیوں کی طرف
دیکھتے ہی اسے ایک اور بڑا دھچکا لگا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اسے تنگ کرنے کے ارادے
سے ہی آئی ہے۔

"مس۔۔ امین فاروق صاحبہ۔۔" اس نے اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا تو وہ اس سے نظریں چرانے لگی۔

”اب آپکے نام ہو چکے ہیں ہم۔۔ ہمیں کچھ بھی کھلا دیں گی تو اُف تک نہیں کریں گے۔۔“ وہ معنی خیز انداز میں بولا تو آئم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

”تو زہر بھی چلے گا؟؟“ وہ تمسخریہ انداز میں بولی۔

”تو کیا آپ کے پاس خالص زہر دستیاب ہے؟؟؟“ اس نے بھی اسکی کے انداز میں کہا۔

”ہاں۔۔ ہے نا؟؟“ وہ ذرا ہولے سے بولی۔

”کیا؟؟“ وہ رومانٹک انداز میں بولا۔

"یہ بلیک کافی۔۔" اس نے اسکے ہاتھ میں موجود کافی کے کپ کی طرف اشارہ کیا۔

”اب اس زہر کا کہاں اثر ہونے والا ہے مس آئم؟؟؟ یہ تو اب امرت کر چکا ہے

مجھے۔۔" وہ گہری سانس لیئے بولا تو آٹم شرما تے رہ گئی۔

”تو تمہیں شرمنا بھی آتا ہے؟؟“ اس نے پلیٹ میں سے ایک جلیبی اٹھا کر حیرانگی کا اظہار کیا۔

”تو؟؟؟؟؟“ آٹم لڑنے والے انداز میں بولی۔

"مجھے تو لگا تھا۔۔ تم پہلے کی طرح۔۔ بدتمذیب، بد لحاظ اور۔۔۔"

"ایکسکیوز می۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کر پاتا اس نے اسکی بات کاٹی۔

"واپس کیجیئے میری کافی۔۔ اور یہ مٹھائی بھی۔۔۔" اس نے جلیبی اسکے ہاتھ سے چھینی اور کافی کے کپ پہ جھپٹی۔

"ہاں تو۔۔ یہ لو۔۔ ویسے بھی دل پہ پتھر رکھ کر ہی برداشت کر رہا تھا یہ دونوں چیزیں۔۔" اس نے شرارت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور اندر ہی اندر گدگدایا۔

"تو بس۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اب پتھر ہی رکھیئے۔۔" وہ منہ بسور کر بولی اور وہاں سے جانے لگی۔

"تو پھر میں ہاں سمجھوں؟؟؟" وہ استفہامیہ انداز میں بولا تو وہ جاتے جاتے رکی۔

"ہاں۔۔" وہ پلٹ کر بوکھلاتے ہوئے بولی۔ "نن۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔۔"

"ہاں یا نہیں؟؟؟" وہ محبت سے مسکرایا۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔۔ مجھے چلنا چاہیئے۔۔"

"رکو۔۔" وہ اسکے قریب آیا۔

"رات تو واقعی بہت ہو گئی ہے۔۔ اب مجھے اپنی زندگی کی صبح کا انتظار ہے۔۔ ایسی صبح

جس میں تمہارا ساتھ ہو؟؟

اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور رشکیہ انداز سے مسکرا دی۔

”تم نہیں جانتی کہ کتنی راتیں میں نے اذیت میں گزاری ہیں۔۔ اب ایک رات اور

نہیں۔۔ مجھے تم چاہیئے ہو۔۔ تمہارا خوبصورت احساس۔۔ تمہارا خوبصورت ساتھ۔۔“

”سوچ لیجیئے۔۔ کیونکہ ہر صبح۔۔ میرے ہاتھ کی بلیک کافی ہی آپکے نصیب میں

ہوگی؟؟“ اس نے مذاحیہ انداز میں کہتے ہوئے اسے دھمکایا جس پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

”منظور ہے میڈم۔۔“ وہ سر کو ذرا خم دے کر بولا تو وہ اسے تشکر یہ نگاہوں سے دیکھتے

ہوئے مسکرائی۔

بھلے ہی ایک مذاق نے انکی زندگی کے کئی سالوں کو ان سے چھین لیا تھا۔ لیکن اسی

مذاق نے بہت سی زندگیوں کو بھی بچا لیا تھا۔ جہاں وہ اس مذاق کو ”تلخ یاد“ کہتی

تھی۔ آج ثمرین خان کے رکھے گئے ناول کے نام کے مطابق اسے ”خوبصورت

مذاق“ کہا کرتی تھی۔ زندگی کی طرف سے ملنے والا یہ گھاؤ بھلے ہی بہت گہرا تھا۔ لیکن

از قلم عظمیٰ ضیاء

NOVEL BANK

خوبصورت مذاق

اس پہ کیا گیا صبر اور اسکا صلہ انہیں اللہ کی طرف سے ایک دوسرے کے ساتھ کی صورت میں دیا گیا تھا۔

(ختم شد)

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

www.instagram.com/pdfnovelbank

بہترین اور اچھی اچھی اردو سٹوریز پڑھنے کے لئے یہ یوٹیوب چینل سسکرائب کریں۔

<https://youtube.com/channel/UCQo-i6LI32LDErKmnsfQ5MQ>